ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلد نمبر 29 ...... شمارہ نمبر 02 ...... فروری 2022

(قیمت 10 روپے)

Registered No. CPL-13

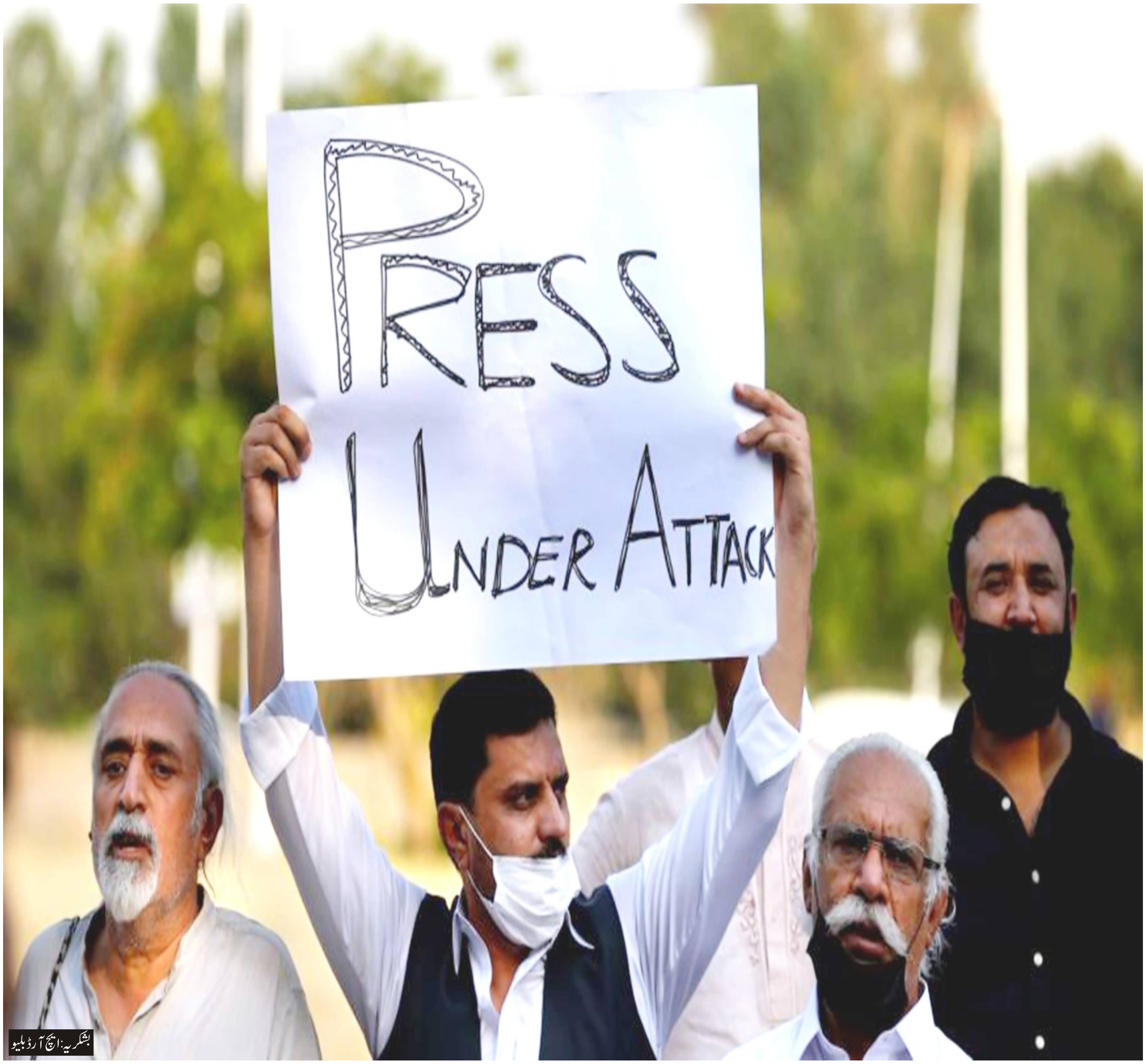

بشکریہ: ایچ آر ڈبلیو

2021
بنیادی انسانی حقوق کے لیے بدترین سال

انسانی حقوق کے عالمی دن

جنوری

27 جنوری ہولوکاسٹ کے متاثرین کی یاد میں دعائیہ تقریب کا عالمی دن

فروری

4 فروری کینسر کا عالمی دن
6 فروری خواتین کے تولیدی اعضاء کو کاٹنے کی ممانعت کا عالمی دن
13 فروری ریڈیو کا عالمی دن (یونیسکو)
20 فروری سماجی انصاف کا عالمی دن
21 فروری مادری زبان کا عالمی دن (یونیسکو)

مارچ

یکم مارچ امتیاز کے خاتمے کا دن (یو این ایڈز)
3 مارچ جنگلی حیات کا عالمی دن
8 مارچ خواتین کا عالمی دن
20 مارچ خوشی کا عالمی دن
21 مارچ نسلی امتیاز کے خاتمے کا عالمی دن
21 مارچ شاعری کا عالمی دن (یونیسکو)
21 مارچ نوروز کا عالمی دن
21 مارچ پیدائشی ذہنی معذوری کا عالمی دن
21 مارچ جنگلات اور درخت کا عالمی دن
22 مارچ پانی کا عالمی دن
23 مارچ موسمیات کا عالمی دن (ڈبلیو ایم او)
24 مارچ تپ دق کا عالمی دن
24 مارچ انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزیوں سے متعلق حقائق کو جاننے کے حق اور متاثرین کی عزت نفس کا عالمی دن
25 مارچ غلامی اور غلاموں کی سمندر پار تجارت کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
25 مارچ عملے کے زیر حراست اور لاپتہ اراکین سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

اپریل

2 اپریل خودفکری سے آگاہی کا عالمی دن
4 اپریل کانوں سے متعلق آگاہی اور کانوں سے متعلقہ کارروائیوں میں معاونت کا عالمی دن
6 اپریل ترقی اور امن کے لیے کھیل کا عالمی دن
7 اپریل روانڈا کے قتل عام کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
7 اپریل صحت کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
12 اپریل خلا میں انسانی پرواز کا عالمی دن
22 اپریل مادر ارض کا عالمی دن
23 اپریل کتاب اور حق اشاعت کا عالمی دن
23 اپریل انگریزی زبان کا عالمی دن
25 اپریل ملیریا کا عالمی دن۔ (ڈبلیو ایچ او)
26 اپریل ایجاد کے حقوق کا عالمی دن (ویپو)
28 اپریل دوران ملازمت سلامتی اور صحت کا عالمی دن
29 اپریل کیمیائی جنگ کے تمام متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
30 اپریل جاز (موسیقی) کا عالمی دن

مئی

3 مئی آزادی صحافت کا عالمی دن
8-9 مئی دوسری جنگ عظیم میں جاں بحق ہونے والے افراد کو یاد کرنے اور ان سے یکجہتی کا دن
10-11 مئی نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا عالمی دن (یو این ای پی)
13 مئی ''ویساک'' پورے چاند کا عالمی دن
15 مئی کنبوں کا عالمی دن
17 مئی ٹیلی مواصلات اور معلوماتی اداروں کا عالمی دن (آئی ٹی یو)
21 مئی بحث مباحث اور ترقی کے لیے ثقافتی تنوع کا عالمی دن
22 مئی حیاتیاتی تنوع کا عالمی دن
23 مئی زچگی کے دوران پیدا ہونے والے گھاؤ کے خاتمے کا عالمی دن
29 مئی اقوام متحدہ کے امن فوجی دستوں کا عالمی دن
31 مئی تمباکو نوشی کی ممانعت کا عالمی دن

جون

یکم جون والدین کا عالمی دن
4 جون جارحیت سے متاثرہ معصوم بچوں کا عالمی دن
5 جون ماحول کا عالمی دن (یو این ای پی)
8 جون سمندروں کا عالمی دن
12 جون چائلڈ لیبر کے خلاف عالمی دن
14 جون خون کا عطیہ دینے والوں کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
15 جون بزرگوں سے ناروا سلوک سے آگاہی کا عالمی دن
17 جون زمین کے صحرابُر دھونے اور خشک سالی پر قابو پانے کا عالمی دن
20 جون مہاجرین کا عالمی دن
23 جون اقوام متحدہ کا خدمات عامہ کا دن
23 جون بیواؤں کا عالمی دن
25 جون ملاحوں کا عالمی دن (آئی ایم او)
26 جون ادویات کے غلط استعمال اور غیر قانونی نقل و حمل کے خلاف عالمی دن
26 جون تشدد کے متاثرین کی حمایت میں اقوام متحدہ کا عالمی دن

جولائی

5 جولائی تعاون کنندگان کا عالمی دن (جولائی کا پہلا ہفتہ)
11 جولائی آبادی کا عالمی دن
18 جولائی نیلسن منڈیلا کا عالمی دن
28 جولائی ہیپاٹائٹس کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
30 جولائی دوستی کا عالمی دن
30 جولائی انسانی سمگلنگ کے خلاف عالمی دن

اگست

9 اگست دنیا بھر کے مقامی افراد کا عالمی دن
12 اگست نوجوانوں کا عالمی دن
19 اگست انسانیت پسندی کا عالمی دن
23 اگست غلاموں کی تجارت کی یاد آوری اور اس کے خاتمے کا عالمی دن (یونیسکو)
29 اگست جوہری تجربات کے خلاف عالمی دن
30 اگست جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن

ستمبر

5 ستمبر خیرات کا عالمی دن
8 ستمبر خواندگی کا عالمی دن (یونیسکو)
12 ستمبر اقوام متحدہ کا جنوب۔جنوب اشتراک کا دن
15 ستمبر جمہوریت کا عالمی دن
16 ستمبر اوزون کی تہہ کے تحفظ کا عالمی دن
21 ستمبر امن کا عالمی دن
25 ستمبر ساحلی علاقوں کا عالمی دن (ستمبر کا آخری ہفتہ)
26 ستمبر جوہری ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کا عالمی دن
27 ستمبر سیاحت کا عالمی دن (یو این ڈبلیو ٹی او)

اکتوبر

یکم اکتوبر معمر افراد کا عالمی دن
2 اکتوبر عدم تشدد کا عالمی دن
5 اکتوبر اساتذہ کا عالمی دن (یونیسکو)
6 اکتوبر جائے پیدائش کا عالمی دن (اکتوبر کا پہلا سوموار)
9 اکتوبر ڈاک کا عالمی دن
11 اکتوبر بچیوں کا عالمی دن
13 اکتوبر آفات میں کمی کا عالمی دن
15 اکتوبر دیہی خواتین کا عالمی دن
16 اکتوبر خوراک کا عالمی دن (ایف اے او)
17 اکتوبر غربت کے خاتمے کا عالمی دن
24 اکتوبر اقوام متحدہ کا دن
24 اکتوبر ترقی سے متعلق معلومات کا عالمی دن
27 اکتوبر سماعتی و بصری ورثے کا عالمی دن (یونیسکو)

نومبر

2 نومبر صحافیوں کے خلاف جرائم کے حوالے سے سزا سے استثنیٰ کے خاتمے کا عالمی دن
6 نومبر جنگ اور مسلح تنازعات کے دوران ماحول کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کا عالمی دن
10 نومبر امن اور ترقی کے لیے سائنس کا عالمی دن
14 نومبر ذیابیطس کا عالمی دن
16 نومبر رواداری کا عالمی دن
16 نومبر ٹریفک حادثات کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن (نومبر کا تیسرا اتوار)
19 نومبر بیت الخلاء کا عالمی دن
20 نومبر بچوں کا عالمی دن
20 نومبر فلسفے کا عالمی دن (نومبر کی تیسری جمعرات)
21 نومبر ٹیلی ویژن کا عالمی دن
22 نومبر صنعت کاری کا عالمی دن
25 نومبر خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا عالمی دن
29 نومبر فلسطینی عوام سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

دسمبر

یکم دسمبر ایڈز کا عالمی دن
2 دسمبر غلامی کے خاتمے کا عالمی دن
3 دسمبر معذور افراد کا عالمی دن
5 دسمبر معاشی اور سماجی ترقی کے لیے رضا کاروں کا عالمی دن
5 دسمبر زرعی زمین کا عالمی دن
7 دسمبر شہری ہوابازی کا عالمی دن
9 دسمبر بدعنوانی کے انسداد کا عالمی دن
10 دسمبر انسانی حقوق کا عالمی دن
11 دسمبر پہاڑوں کا عالمی دن
18 دسمبر تارکین وطن کا عالمی دن
20 دسمبر انسانی یکجہتی کا عالمی دن

فہرست

پریس ریلیزیں	03
پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائیوں کا مختصر احوال	04
2021 کے دوران پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال	05
ریاستی جبری گمشدگیوں میں ملوث نہیں تو پھر کوئی کارروائی کیوں نہیں کی، اسلام آباد ہائیکورٹ	07
ساتویں ایاز میلو کا افتتاحی کلیدی خطاب	08
خواتین کا نقطہ نظر	10
صنفی امتیاز اور اس پر مبنی تشدد	11
تربیتی نشست میں بنیادی انسانی حقوق کا جائزہ	12
فرینکفرٹ میں میلہ: پاکستان پھر نظر نہیں آیا	13
کریمہ بلوچ کی پہلی برسی	14
معاشرے میں امن کی ضرورت ہے	21

عدالتِ عظمیٰ میں جسٹس عائشہ ملک کی بطور جج تعیناتی خوش آئند پیش رفت ہے

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) نے عدالتِ عظمیٰ میں جسٹس عائشہ ملک کی بطور جج تعیناتی کو خوش آئند پیش رفت قرار دیا ہے۔ ملکی عدلیہ کی تاریخ میں عدالتِ عظمیٰ میں پہلی خاتون جج کی تعیناتی، عدلیہ میں صنفی تنوع کو فروغ دینے کے حوالے سے ایک اہم قدم ہے، خاص طور ایسی عدلیہ میں جہاں اطلاعات کے مطابق، مجموعی طور پر خواتین ججوں کی تعداد صرف 17 فیصد ہے اور اعلیٰ عدلیہ میں ان کی شمولیت 4.4 فیصد سے کم ہے۔ اس کے باوجود، بنچ اور بار میں پاکستان کی صنفی تفاوت کا ازالہ، اور طبقے، نسل یا مذہب کی بنیاد پر دیگر طرح کی تفاوت کے خاتمے کے لیے زیادہ سرگرم اور طویل المدت لائحہ عمل کی ضرورت ہے جو قانونی برادری میں ڈھانچہ جاتی امتیازی سلوک اور جنسی اعتبار سے ناروا رویے پر قابو پائے۔ اس مقصد کے لیے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان جیسے فیصلہ ساز اداروں میں ہونہار عورتوں جن کی یقیناً کمی نہیں ہے، کی تعیناتی اور زیادہ وسائل صرف کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شعبہ قانون میں تعلیم، تربیت اور پیشہ ورانہ تربیت سمیت دیگر مواقع تک تمام طبقوں اور علاقوں کی عورتوں کی رسائی آسان ہو سکے۔ اس کے علاوہ، نامزدگی اور تعیناتی کا طریقہ کار اور زیادہ شفاف اور جمہوری بنانے کی ضرورت ہے تاکہ تنازعات سے بچا جا سکے۔

صنفی اعتبار سے زیادہ متنوع عدلیہ انصاف اور معیاری انصاف تک عوام کی رسائی کے لیے بہت زیادہ مفید ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ بنچ میں اگر عورتوں کی شمولیت زیادہ ہو گی تو عدالتیں پس ماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے فریقین مقدمہ اور متاثرین کے لیے زیادہ قابل رسائی بنیں گی اور نتیجتاً عدلیہ پر عوام کا اعتماد بڑھے گا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 07 جنوری 2022]

خانہ بدوش مزدوروں کے حقوق کی ضمانت دی جائے: ایچ آر سی پی

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی منعقد کردہ آن لائن کانفرنس کے دوران، تمام مقررین کی متفقہ رائے تھی کہ پس ماندہ گروپس جیسے کہ غیر رسمی موسمی مزدوروں اور خانہ بدوش برادریوں کو شہریتی دستاویزات تک رسائی دینے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ ایچ آر سی پی کو معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر صحت کی سہولیات، اپنے بچوں کی تعلیم، سماجی تحفظ کی اسکیموں اور کووڈ 19 ویکسینیشن تک رسائی سے محروم ہیں جبکہ کئی شہریتی دستاویزات کے فوائد سے مکمل طور پر بے خبر ہیں۔

چیئرمین نادرا محمد طارق ملک کا کہنا تھا کہ ریاست اور اس کے شہریوں کے درمیان سماجی معاہدہ صرف اس وقت ممکن ہے جب تمام شہریوں کے پاس قانونی شناخت ہو گی۔ انہوں نے واضح کیا کہ 'اگر ریاست آپ کا شمار نہیں کر سکتی تو پھر آپ ریاست کا لحاظ بھی نہیں کر سکتے۔' انہوں نے کہا کہ نادرا نے اس مقصد کے لیے 'شمولیتی اندراج مہم' شروع کی ہے، اور مزید کہا کہ موسمی مزدوروں جیسے پس ماندہ طبقوں جن کے پاس سی این آئی سی کے لیے درکار دستاویزات نہیں ہوتیں انہیں شہریت کی متبادل دستاویزات جاری کی جائیں۔

ایچ آر سی پی کی چیئر پرسن حنا جیلانی نے کہا کہ اگرچہ سی این آئی سی تک رسائی 'سلامتی کی وجوہ' کے سبب جانچ پڑتال کے تابع ہو سکتی ہے، مگر ریاست پر 'سلامتی کا خبط' طاری ہو گیا ہے جس کے باعث لوگوں کے شہریت کے حق کی پامالی ہو رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ نادرا کو اپنی پہنچ کا دائرہ بڑھانے کے لیے سماج کی نچلی سطح کی تنظیموں کے ساتھ شراکت پیدا کرنی ہو گی جبکہ حکومت کو غیر سرکاری تنظیموں کو نشانہ بنانے کے بجائے ان کے کام کی قدر کرنا ہو گی۔

سابق سینیٹر اور ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے تجویز دی کہ غیر رسمی مزدوروں اور بے وطن افراد کی حیثیت کے معاملے کے حل کے لیے سینٹ کی کل اراکین کی کمیٹی تشکیل دی جائے، اور مزید کہا کہ پاکستان میں مقیم تمام افراد کو کچھ دستاویزات ضرور فراہم کی جائیں تاکہ انہیں کم از کم کچھ فوائد، بنیادی طور پر صحت کی نگہداشت تک رسائی حاصل ہو جائے۔

رکن پنجاب اسمبلی بشریٰ بٹ، رکن کے پی اسمبلی افتخار ولی خان، اور رکن سندھ اسمبلی رانا انصر کی متفقہ رائے تھی کہ لوگوں کو شہریتی دستاویزات تک رسائی دینے کی غرض سے سفارشات مرتب کرنے کے لیے تمام صوبوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی ریحانہ لغاری نے نشاندہی کی کہ طریقہ کار خاص طور پر یتیموں، شادی کے بغیر جنم لینے والے بچوں، اور محدود نقل و حرکت رکھنے والی دیہی عورتوں کے لیے بہت مشکل ہے۔ امکان ویلفیئر آرگنائزیشن کی ڈائریکٹر طاہرہ حسن نے نشاندہی کی کہ صفِ اوّل پر کام کرنے والے مزدور نادرا کی پالیسی میں ہونے والے ردوبدل سے اکثر بے خبر تھے، مثال کے طور پر جب دستاویز سازی کی شرائط کو سادہ کیا گیا تھا۔ سماجی کارکن عثمان غنی نے کہا کہ لسانی اقلیتوں مثال کے طور پر کراچی میں بنگالی برادری کے لیے اگر سی این آئی سی لینا ممکن ہو بھی تو انہیں یہ حاصل کرنے میں دو برس لگ جاتے ہیں۔ سینئر صحافی طلعت حسین نے کہا کہ جو لوگ 'متعلقہ' نہیں سمجھے جاتے وہ شہریت تک رسائی کی بحث سے خارج کر دیے جاتے ہیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 24 جنوری 2022]

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائیوں کا مختصر احوال

پابند سلاسل احمدی

- 13 مئی 2014 کو ضلع شیخوپورہ کے علاقے بھوئیوال، پولیس اسٹیشن شرق پور میں، تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف، 337 (2) اور 427 کے تحت، جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے چار افراد محترم خلیل احمد، غلام احمد، احسان احمد اور مبشر احمد کے خلاف ایک من گھڑت مقدمہ درج کیا گیا۔ دو دن بعد، 16 مئی کو مدرسے کے ایک طالبعلم نے خلیل احمد کو قتل کر دیا جبکہ وہ پولیس کی حراست میں تھے۔ باقی تین ملزمان کو 18 جولائی 2014 کو گرفتار کیا گیا۔ ایک برس بعد، عدالت عالیہ کے جج کی تجویز پر ان کے مقدمات میں 295 سی کا اضافہ کر دیا گیا۔ 11 اکتوبر 2017 کو ایک سیشنز جج نے انہیں سزائے موت کی سزا سنائی۔ فیصلے کو عدالت عالیہ لاہور میں چیلنج کیا گیا۔ فاضل عدالت عالیہ نے ایک زبانی حکمنامے کے ذریعے 8 دسمبر 2021 کو 295 سی کی دفعہ خارج کر دی جبکہ 295 الف کے تحت دی گئی سزا کو برقرار رکھا۔ مزید تفصیلات تحریری حکمنامہ جاری ہونے کے بعد پیش کی جائیں گی۔ اس طرح، تین احمدی ساڑھے سات برس سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔
- 26 مئی 2020 کو لاہور سائبر کرائم ونگ نے پی پی سی کی دفعہ 295 ب، 120 ب، 109، 34 اور پاکستان الیکٹرانک کرائمز ایکٹ کے تحت محترم روشن احمد، ملک عثمان احمد اور حافظ طارق شہزاد کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ بعد ازاں وفاقی تحقیقاتی ایجنسی کے شعبہ سائبر کرائم نے روشن احمد کو گرفتار کیا جبکہ ملک عثمان اور حافظ طارق شہزاد کو پیشی کے وقت گرفتار کر لیا گیا۔ وہ کیمپ جیل لاہور میں قید ہیں۔ 29 جون 2021 کو ایڈیشنل سیشن جج لاہور سید علی عباس نے ان کے فرد جرم میں جان لیوا دفعہ 295 سی ڈالی۔ چنانچہ اب وہ موت کی سزا کے خطرے سے دوچار ہیں۔ ان کی بعد ازاں گرفتاری ضمانت کی درخواست عدالت عظمیٰ کے پاس زیر غور ہے۔
- شاہین مسلم ٹاؤن، تاج چوک، پھاندو روڈ، ضلع پشاور میں ایک نابالغ شخص عمران علی نے جماعت احمدیہ کے فرد عبدالمجید ولد عبدالوحید پر مذہب کی بے حرمتی کا الزام عائد کیا۔ پولیس نے بعض مذہبی شخصیات کے دباؤ میں آکر ان کے خلاف 295 سی کے تحت مقدمہ درج کر دیا جس کی سزا موت ہو سکتی ہے۔ مقدمہ 10 ستمبر 2020 کو درج کیا گیا۔ انہیں 13 ستمبر 2020 کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس وقت وہ پشاور جیل میں قید ہیں۔
- 20 جون 2019 کو لاہور سائبر کرائم ونگ نے پی پی سی کی دفعہ 295 الف، 298 ج اور پاکستان الیکٹرانک کرائم ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے محترم محمد محمود، اقبال ہاشمی اور محترم شیراز احمد وغیرہ کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ ان پر ''سندھ سلامت'' نامی گروپ بنانے کا الزام عائد کیا گیا، اور اس گروپ میں احمدی مواد شیئر کرنے کا الزام بھی لگایا گیا۔ محترم شیراز کو حافظ آباد سے 25 فروری 2021 کو گرفتار کیا گیا جبکہ 9 اگست 2021 کو ضمانت منسوخ ہونے پر محترم ہاشمی کو دوبارہ گرفتار کیا گیا۔
- 30 ستمبر 2019 کو دفعہ 298 ج اور 295 ب، پیکا کی دفعات 11 اور 109 کے تحت ایک من گھڑت مقدمے میں ملک ظاہر احمد کو گرفتار کیا گیا۔ 23 فروری 2021 کو انہیں ضمانت پر رہائی ملی اور توقع تھی کہ کچھ دن بعد کاغذی کارروائی پوری ہونے کے بعد انہیں مقدمے سے بری کر دیا جائے گا۔ 27 فروری کو جب ظاہر احمد کو توقع کے مطابق کیمپ جیل سے رہا ہونا تھا، سائبر کرائم ونگ لاہور نے انہیں ایف آئی نمبر 88 میں، پی پی سی کی دفعہ 295 الف، 298 ج اور پیکا کی دفعہ 11 کے تحت گرفتار کر لیا۔ حالانکہ وہ باضابطہ طور پر مقدمے میں نامزد بھی نہیں تھے۔
- ضلع فیصل آباد کے علاقے ڈجکوٹ میں پولیس نے محمد وسیم کی شکایت پر میاں نوید احمد اور دیگر کے خلاف پی پی سی کی دفعات 149، 148 اور 324 کے تحت مقدمہ درج کیا۔ ملزمان کے دوست محمد امین کو بھی گرفتار کر لیا گیا حالانکہ وہ احمدی برادری سے تعلق بھی نہیں رکھتے مگر انہیں محض جماعت احمدیہ سے ہمدردی رکھنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ محترم نوید احمد ابھی تک جیل میں ہیں۔
- 24 ستمبر 2021 کو بغداد الجدید پولیس اسٹیشن نے جامعہ سعیدیہ ماڈل ٹاؤن، بہاولپور کے سربراہ حافظ جاوید مصطفیٰ کی شکایت پر پی پی سی کی دفعہ 295 ج کے تحت، 70 سالہ احمدی بزرگ اصغر علی کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ انہیں گرفتار کر کے بہاولپور جیل منتقل کر دیا گیا۔ ان کی درخواست ضمانت ایڈیشنل سیشن جج بہاولپور کے پاس زیر غور ہے۔

گذشتہ برس احمدیہ مخالف کارروائیاں

- دو احمدیوں کو ان کے عقیدے کی بدولت جان سے مار ڈالا گیا۔ حکمنامہ xx کے بعد سے اپنے عقیدے کی بدولت جان سے مارے جانے والے احمدیوں کی تعداد 272 ہوگئی ہے۔
- احمدیوں کو جان سے مارنے کی کوشش کے 11 واقعات پیش آئے۔
- ایک احمدی قیدی دوران حراست مارا گیا۔ وہ اپنے عقیدے کی وجہ سے قید تھے۔
- جماعت احمدیہ کی 13 عبادت گاہوں کی بے حرمتی ہوئی۔
- 92 قبروں کی بے حرمتی ہوئی، ان میں سے 45 کی بے حرمتی ستمبر 2021 میں ہوئی۔
- مذہب کی بے حرمتی کے خلاف قانون اور احمدی مخالف قوانین کے تحت، جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے خلاف 20 نئے مقدمات درج ہوئے۔
- 16 گھروں اور دکانوں سے مقدس عبارات ہٹائی گئیں۔

جماعت احمدیہ کو پابندیوں کا سامنا

- پاکستان ٹیلی کمیونیکیشنز اتھارٹی (پی ٹی اے) نے 20 غیر پاکستانی ویب سائٹس کو بلاک کیا جو جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ تھیں اور اپنے متعلقہ ممالک میں باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ تھیں۔ پی ٹی اے نے ان کے آپریٹرز کو مذہب کی بے حرمتی کے خلاف قانون اور احمدیہ مخالف قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی کی تنبیہ پر مشتمل نوٹس بھی بھیجے۔
- پاکستان الیکٹرانک میڈیا اتھارٹی (پیمرا) نے نوٹیفکیشن جاری کیا کہ کوئی ڈسٹری بیوشن سروس ہولڈر احمدی چینل (ایم ٹی اے) کی نشریات نہیں چلائے گا۔
- 1996 میں، حکومت پنجاب نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا کہ جماعت احمدی کے قومی ملکیت میں لیے گئے تمام تعلیمی ادارے جن میں آٹھ اسکول اور 2 کالج شامل ہیں، جماعت کو واپس کیے جائیں مگر جماعت کی طرف سے تمام تر شرائط وضوابط پورے ہونے اور متعدد درخواستوں کے باوجود، ان اداروں کو جماعت کی تحویل میں نہیں دیا گیا۔
- 15 دسمبر 1989 کو پاکستان میں احمدیہ ہیڈ کوارٹرز، ربوہ کی تمام آبادی پر 298 ج کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ 8 جون 2008 کو یہ عمل دہرایا گیا۔ ربوہ کی آبادی لگ بھگ ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔
- حکومت نے ربوہ میں جماعت احمدیہ کی تمام آؤٹ ڈور ریلیوں اور کانفرنسز پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔
- حکومت پنجاب نے جماعت احمدیہ کی جانب سے قرآن اور اس کے ترجمے پر اشاعت پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔
- حکومت پنجاب نے احمدیت کے بانی کی تمام تحریروں پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔
- پنجاب حکومت کے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے عورتوں، نوجوانوں، بچوں اور بزرگوں کے لیے جماعت احمدیہ کے روزنامہ، اور سلسلہ وار جرائد پر پابندی عائد ہے۔
- حکام نے برادری کی سطح پر کھیل کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

(شعبہ انسانی حقوق، جماعت احمدیہ)

2021 کے دوران پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال

2021 میں، پاکستانی حکومت نے ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرنے اور اختلافِ رائے کا گلا دبانے کی کوششوں میں تیزی لائی ہے۔ حکام نے سرکاری عہدیداروں اور پالیسیوں کو ہدفِ تنقید بنانے پر صحافیوں اور سول سوسائٹی کے کارکنان کو ہراساں کیا اور بعض اوقات حراست میں لیا۔ ذرائع ابلاغ کے لوگوں پر پُرتشدد حملے بھی جاری رہے۔

حکام نے اختلافِ رائے کو دبانے کے لیے غداری اور انسدادِ دہشت گردی قوانین کے اطلاق کا دائرہ وسیع کیا اور حکومتی کارروائیوں اور پالیسیوں پر تنقید کرنے والی سول سوسائٹی تنظیموں پر سخت پابندیاں عائد کیں۔ حکام نے مخالف سیاسی جماعتوں کے اراکین اور حامیوں کے خلاف بھی کریک ڈاؤن کیا۔

عورتوں، مذہبی اقلیتوں اور خواجہ سراء افراد کو تشدد، امتیازی سلوک اور مظالم کا سامنا رہا جبکہ حکام اُنہیں مناسب تحفظ دینے اور مجرموں کی سرکوبی کرنے میں ناکام رہے۔ حکومت قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو ایذا رسانی یا دیگر سنگین مظالم کے لیے جوابدہ ٹھہرانے میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں کر سکی۔

اِسلامی شدت پسندوں، خاص طور پر تحریکِ لبیک پاکستان کے کارکنان نے قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں اور مذہبی اقلیتوں کو حملوں کا نشانہ بنا کر درجنوں لوگوں کو ہلاک کیا

اظہارِ رائے، سول سوسائٹی کی تنظیموں پر حملے

ذرائع ابلاغ خوفزدہ ماحول کی بدولت سیکیورٹی فورسز اور شدت پسند تنظیموں کے مظالم کو اجاگر کرنے سے گریزاں رہے۔ دھمکیوں اور حملوں کا نشانہ بننے والے صحافیوں کی طرف سے خودساختہ زبان بندی کا رجحان بڑھتا ہوا نظر آیا۔ ذرائع ابلاغ پر سرکاری اداروں یا عدلیہ پر تنقید نہ کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ 2021 میں سرکاری انضباطی ایجنسیوں نے کئی بار ایسے کیبل آپریٹرز اور ٹیلی ویژن چینلوں کی نشریات بند کیں جنہوں نے ناقدانہ پروگرام نشر کرنے کی جسارت کی تھی۔

2021 میں کئی صحافیوں پر پُرتشدد حملے ہوئے۔ 20 اپریل کو ایک نامعلوم حملہ آور نے ٹیلی ویژن کے صحافی ابصار عالم پر اسلام آباد میں اُن کے گھر کے باہر فائرنگ کی جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ ابصار حکومت کے بہت بڑے ناقد ہیں۔ 25 مئی کو صحافی اسد علی طُور پر تین نامعلوم افراد نے حملہ کیا جو اسلام آباد میں اُن کے اپارٹمنٹ میں زبردستی گھسے، اُنہیں باندھا، اُن کی زبان بندکی اور شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ طُور نے کہا کہ حملہ آوروں نے اُس سے 'اُس کے فنڈز کے ذرائع' کے متعلق تفتیش کی اور اس کا موبائل فون اور دیگر برقی آلات ساتھ لے گئے۔ حکومت نے واقعے کی تحقیقات کا حکمنامہ صادر کیا مگر تحقیقات کے نتائج سے عوام کو آگاہ نہیں کیا گیا۔

پاکستانی صحافی اور سول سوسائٹی کے کارکنان اسلام آباد میں صحافیوں کی یونین کے مطالبے پر ایک احتجاجی مظاہرے میں شریک ہوئے ہیں

29 مئی کو خبروں کے چینل جیو نے پاکستان کے ممتاز ترین ٹاک شو کے میزبان حامد میر کو 'معطل' کر دیا۔ ان کی معطّلی کی وجہ یہ بھی کہ وہ ایک احتجاج کے دوران طُور کے ساتھ یک جہتی کے طور پر بولے تھے۔

غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) نے کئی سرکاری اداروں کی دھونس و دھمکی، ہراسانی اور کڑی نگرانی کی شکایات کیں۔ انسانی حقوق کے عالمی اداروں کے اندراج و سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے حکومت نے "پاکستان میں آئی این جی اوز ریگولیشن" پالیسی استعمال کی۔

مذہب اور عقیدے کی آزادی

احمدیہ برادری کے لوگ مذہب کی تضحیک کے قوانین، اور احمدی مخالف مخصوص قوانین کا بدستور نشانہ بنتے رہے۔ شدت پسند گروپ اور اسلامی سیاسی جماعت تحریک لبیک (ٹی ایل پی) احمدیوں پر خود کو 'مسلمان ظاہر کرنے" کا الزام عائد کرتے ہیں۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی رُو سے بھی احمدیوں کا خود کو "مسلمان ظاہر کرنا" ایک جرم ہے۔

پاکستان کی انسانی حقوق کی تنظیم، سنٹر فار سوشل جسٹس کے مطابق، پاکستان میں 1987 سے فروری 2021 کے دوران، کم از کم 1,855 افراد پر توہینِ مذہب کے تحت قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

17 مئی کو درجنوں افراد نے توہینِ مذہب کے الزام میں دو بھائیوں کو پُرتشدد طریقے سے ہلاک کرنے کے لیے اسلام آباد کے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا، اُنہوں نے تھانے پر دھاوا بولا اور پولیس کے ساتھ لڑائی کی، بعدازاں فورسز نے تھانے پر قابو پالیا۔ دونوں بھائی جسمانی لحاظ سے کسی قسم کے نقصان سے محفوظ رہے۔ پولیس نے کئی افراد کو گرفتار کیا جو اُس ہجوم کا حصہ تھے، تاہم کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

4 جون کو، عدالتِ عالیہ لاہور نے ایک مسیحی جوڑے شفقت ایمانوئیل اور شگفتہ کوثر کو رہا کیا جو سات سال تک سزائے موت کی کوٹھڑی میں پڑے رہے تھے۔ جوڑے کو 2014 میں ایک مذہبی پیشوا کو ایک ' گستاخانہ' پیغام بھیجنے کے الزام میں سزا ہوئی تھی۔

8 اگست کو، رحیم یار خان، پنجاب میں ایک ایک آٹھ سالہ ہندو بچہ پاکستان میں توہینِ مذہب کا سب سے کم عمر ملزم بنا۔ اُس پر ایک مذہبی مدرسے میں قالین کی بے حرمتی کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ ضمانت پر اُس کی رہائی کے بعد، ایک ہجوم نے مندر پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچایا۔ بعدازاں بچے پر لگائے گئے تمام الزامات واپس لے لیے گئے۔

عورتوں اور لڑکیوں پر مظالم

پاکستان بھر میں عورتوں اور لڑکیوں پر تشدد بشمول ریپ، قتل، تیزاب کے حملے، گھریلو تشدد اور جبری شادی ایک سنگین مسئلہ بنا رہا۔ انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے اندازے کے مطابق، ہر برس اندازاً ایک ہزار عورتوں کو نام نہاد عزت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔

جولائی میں اسلام آباد میں 27 سالہ نُور مقدم کے پُرتشدد قتل نے ملک گیر احتجاج کو جنم دیا۔ نُور مقدم کے بچپن کے دوست ظاہر جعفر، جس کی شادی کی تجویز اُس نے رد کی تھی، کو قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اُس سے قبل جولائی میں، پارلیمان نے گھریلو تشدد کو جرم قرار دینے والے ایک مسودہ قانون کو منظور نہیں کیا تھا، عورتوں کے حقوق کے کارکنان نے مسودہ قانون کو نظرثانی کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل (سی آئی آئی) کو منتقل کرنے کے حکومتی فیصلے پر تنقید کی تھی۔ سی آئی آئی نے یہ کہتے ہوئے مسودہ قانون پر تنقید کی کہ اس میں 'غیر اسلامی دفعات' ہیں جو خاندان کے ادارے کو تباہ کر دیں گی۔

اگست میں، لاہور کے ایک پارک میں ایک نوجوان

عورت پر 400 سے زائد افراد کے حملے نے ملکی اور غیرملکی مذمت کو دعوت دی۔ لڑکی پر اُس وقت حملہ کیا گیا جب وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ٹک ٹاک ویڈیو بنا رہی تھی۔ حکومت نے مجرموں کا سراغ لگانے کا عہد تو ضرور کیا تھا، تاہم عوام کو کسی فرد کی گرفتاری سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

کمسنی کی شادی کا مسئلہ پاکستان میں ابھی بھی موجود ہے۔ 18 فیصد لڑکیاں 18 برس کی عمر سے پہلے بیاہ دی جاتی ہیں جبکہ 4 فیصد کی شادی 15 برس کی عمر سے پہلے ہو جاتی ہے۔ مذہبی اقلیتوں کی عورتیں خاص طور پر جبری شادی کا نشانہ بنتی ہیں۔ حکومت نے اِس قسم کی شادیوں کی روک تھام کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے۔

عالمی معاشی فورم کے جاری کردہ عالمی صنفی تفاوت گوشوارے 2021 کے مطابق، 156 ممالک کی فہرست میں پاکستان 153 درجے پر تھا۔

بچوں کی تعلیم کا حق

یہاں تک کہ کووِڈ 19 وباء سے پہلے بھی، پاکستان میں پرائمری تعلیم والی عمر کے پچاس لاکھ بچے اسکول سے باہر تھے۔ ہیومن رائٹس واچ کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اسکولوں کی قلت، تعلیم کے ساتھ جڑے اخراجات، بچپن کی شادی، بچوں کی خطرناک مشقت، اور صنفی امتیاز کی وجہ سے بچیاں اسکول نہیں جا پاتیں۔ کووِڈ 19 کے پھیلاؤ سے نپٹنے کے لیے اسکولوں کی بندش نے لگ بھگ ساڑھے چار کروڑ طالبعلموں کی تعلیم کو متاثر کیا۔

پولیس اور سیکیورٹی فورسز کے مظالم

تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی)، القاعدہ، بلوچستان لبریشن آرمی (بی ایل اے) اور ان کے اتحادیوں نے سیکیورٹی فورسز پر بم دھماکوں اور بلاامتیاز حملوں کا سلسلہ جاری رکھا جن میں سینکڑوں عام شہری مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بلوچستان لبریشن آرمی (بی ایل اے) کے جنگجوؤں نے سیکیورٹی فورسز اور عام شہریوں کو نشانہ بنایا۔ جولائی میں، خیبر پختونخوا میں داسو ہائیڈرو پراجیکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کی ایک بس پر حملے کے نتیجے میں نو چینی انجینیر مارے گئے۔ اگست میں، کراچی میں ایک گرینیڈ حملے میں چھ عورتوں اور بچوں سمیت 12 افراد مارے گئے۔ کسی گروپ نے ان میں سے کسی حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

پاکستان کی قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں بغیر الزام کے حراست اور ماورائے عدالت قتل سمیت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث رہیں۔ مارچ میں، پاکستان نے وزیرِاعظم اُن لوگوں کے اہلِ خانہ سے ملے جنھیں مبینہ طور پر پاکستان کی سیکیورٹی فورسز نے جبری طور پر غائب کر دیا تھا۔ وزیرِاعظم نے اُن سے عہد کیا کہ اُن کے تحفظات کا ازالہ کیا جائے گا۔ البتہ، اُن کی حکومت نے کسی بھی ایسے کیس کی تحقیقات کروانے کا اعلان نہیں کیا۔

پاکستان نے ابھی تک ایذارسانی کو جرم قرار دینے کے لیے قانون سازی نہیں کی، حالانکہ ایذارسانی کے خلاف اقوامِ متحدہ کے عالمی میثاق کے تحت پاکستان ایسا کرنا کا پابند ہے۔ جولائی میں، پاکستان کے سینٹ نے پولیس کی حراست میں تشدد کو جرم قرار دینے اور نتیجتاً دورانِ حراست اموات کی روک تھام کے لیے متفقہ طور پر ایک انتہائی اہم قانون منظور کیا۔ اِس رپورٹ کے تحریر ہونے تک، قومی اسمبلی نے قانون کی منظوری نہیں دی تھی۔ قانون اگر منظور ہو گیا تو ایسا پہلی دفعہ ہو گا کہ پاکستان میں ایذارسانی کے خلاف کنونشن کی مطابقت میں ایذارسانی کی جامع تعریف طے ہو گی۔ مسودہ قانون نے پولیس کی حراست میں موت کے لیے مجرمانہ ذمہ داری عائد کرنے کی تجویز بھی دی ہے۔

پاکستان میں موت کے قیدیوں کی تعداد 4,600 ہے جس کے باعث پاکستان کا شمار ان چند ممالک میں ہوتا ہے جہاں سزائے موت کے سب سے زیادہ قیدی پائے جاتے ہیں۔ موت کی کال کوٹھڑی میں پڑے لوگوں کی زیادہ تعداد پسے ہوئے طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔

جون میں، بین الحکومتی فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) نے پاکستان کا 'زیادہ زیرِنگرانی' والے ممالک کا درجہ برقرار رکھا۔ یہ ایسے ممالک کی خاکستری فہرست ہے جو دہشت گردی کی مالی مدد اور پیسے کی اسمگلنگ کے حوالے سے ایف اے ٹی ایف کے معیارات پر پورا نہیں اترتے۔ پاکستان 2018 سے خاکستری فہرست میں ہے۔ ایف اے ٹی ایف نے مشاہدہ کیا کہ پاکستان نے 27 اہداف میں سے 26 اہداف پورے کر کے کافی زیادہ پیش رفت کی ہے، مگر اسے اب بھی یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ دہشت گردی کی مالی مدد کے معاملات کی تحقیقات اور قانونی کارروائیاں " اقوامِ متحدہ کے قرار شدہ دہشت گرد گروہوں کے سینیئر قائدین اور کمانڈروں کو ہدف بنا رہی ہیں۔"

اکتوبر میں، پاکستان کے سینٹ نے ایک مسودہ قانون کی منظوری دی جو خودکشی کو جرم قرار دے گا، رپورٹ کے تحریر ہونے تک، پارلیمانی منظوری کا انتظار تھا۔ افراد باہم معذوری کے حقوق کے کارکنان اور ذہنی صحت پر کام کرنے والوں نے اس پیش رفت کو ایک اہم قدم قرار دیا ہے۔

جنسی رجحان اور صنفی شناخت

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی رُو سے، ایک ہی صنف کے افراد کا جنسی تعلق جرم ہے جس کی وجہ سے ہم جنسی تعلق والے مرد اور خواجہ سراء پولیس کی زیادتی، اور دیگر قسم کے تشدد اور امتیازی سلوک کے خطرے سے دوچار رہتے ہیں۔ جولائی میں، کارکنان نے دعویٰ کیا کہ کراچی میں ایک منظم سوشل میڈیا مہم کے ذریعے خواجہ سراء برادری کو نشانہ بنایا جا رہا ہے تا کہ ان کے افراد کے خلاف تشدد کو ہوا دی جا سکے۔ 6 اپریل کو، نامعلوم حملہ آوروں نے کورنگی، کراچی کے رہائشی 60 سالہ ممتاز کے گھر میں گھس کر انہیں فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

اہم عالمی کردار

یورپی یونین پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی پارٹنر ہے۔ اپریل میں، یورپی پارلیمان نے ایک قرارداد منظور کی جس میں پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور جی ایس پی پلس رُتبے کے لیے پاکستان کے استحقاق پر فوری نظرثانی کا مطالبہ کیا گیا۔ جی ایس پی پلس کی بدولت پاکستان کو انسانی حقوق کے فرائض کی ادائیگی کے عوض تجارتی فوائد حاصل ہیں۔ جون میں، ای یو اور پاکستان نے انسانی حقوق پر گفتگو کی۔ جی ایس پی پلس برقرار رکھنے کے لیے انسانی حقوق کے فرائض کی پاسداری کے حوالے سے پاکستان کی کارکردگی پر ای یو کی رپورٹ 2022 کے اوائل میں شائع ہو گی۔ اپریل میں، حکمران جماعت کے ایک رکن نے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی جس میں صدر ایمانوئل مارکون کے 'اسلام مخالف' بیانات پر فرانسیسی سفیر کی ملک بدری کا مطالبہ کیا گیا۔ اپریل میں، پاکستان کو اقوامِ متحدہ کے تین پینلوں کی رُکنیت ملی: جرائم کی روک تھام اور فوجداری انصاف کا کمیشن، کمیشن برائے حقوقِ نسواں، کمیشن برائے آبادی و ترقی۔ ترقی و عسکری شعبوں میں پاکستان کے سب سے بڑے امدادی ملک امریکہ کے ساتھ تعلقات 2021 میں غیر مستحکم رہے۔ امریکہ نے افغانستان میں کشیدگی کے حل کے لیے بطورِ بنیادی فریق کے پاکستان کے کلیدی کردار کا اعتراف کیا۔ البتہ، ستمبر میں، امریکی وزیرِ خارجہ انٹونی بلنکن نے کہا کہ امریکہ افغانستان پر اپنی مستقبل کی پالیسی کی تشکیل کے وقت پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظرثانی کرے گا۔ انہوں نے پاکستان سے اُس وقت تک طالبان کی حکومت تسلیم نہ کرنے کا مطالبہ کیا جب تک وہ عالمی برادری کے مطالبات پورے نہیں کرتی۔ وزارتِ خارجہ پاکستان نے کہا کہ بلنکن کے بیانات دونوں ممالک کے درمیان 'قریبی تعاون سے ہم آہنگ نہیں تھے۔"

اگست میں کابل پر طالبان کے قبضے کے بعد، پاکستان نے عندیہ دیا کہ وہ طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہے۔

پاکستان اور چین نے 2021 کے دوران اپنے معاشی و سیاسی تعلقات اور مستحکم کیے اور چین۔پاکستان معاشی راہداری پر کام جاری رہا جس کا مقصد شاہراہیں، ریلویز تعمیر کرنا اور توانائی کی لائنیں بچھانا ہے۔ اکتوبر میں، پاکستان نے چین کے ساتھ مل کر انسدادِ دہشت گردی کی مشترکہ فوجی مشقیں کیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ہیومن رائٹس واچ)

ریاست جبری گمشدگیوں میں ملوث نہیں تو پھر کوئی کارروائی کیوں نہیں کی، اسلام آباد ہائی کورٹ

اسلام آباد ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت کو جبری گمشدگیوں پر مؤثر اقدامات اٹھانے کا حکم دیتے ہوئے وفاقی حکومت پر برہمی کا اظہار کیا اور ریمارکس دیے کہ جبری گمشدگیوں میں جو لوگ بھی ملوث ہیں، یہ وفاقی حکومت کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا، معاملے پر وفاقی حکومت نے کوئی کارروائی کیوں نہیں کی۔

چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ جسٹس اطہر من اللہ نے لاپتہ صحافی و بلاگر مدثر نارو کے گمشدگی کے خلاف کیس کی سماعت کی۔

اٹارنی جنرل خالد جاوید خان دوران سماعت عدالت میں پیش ہوئے اور مؤقف اپنایا کہ تمام کوششوں کے باوجود کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکل سکا، مدثر نارو کے اہلخانہ کی وزیراعظم سے ملاقات بھی کرائی گئی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ گزشتہ ایک دہائی کے دوران کافی تعداد میں لوگ غائب ہوئے جو جبری گمشدگی میں نہیں آتے، اکثر لوگوں نے جہاد میں شرکت کے لیے ملک کو چھوڑا، پاکستان کو دہشت گردی کا سامنا رہا اور کچھ لوگ خیبر پختونخوا کے حراستی مراکز میں ہیں۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے استفسار کیا کہ وفاقی حکومت کی ایک پالیسی کے تحت لوگوں کو اٹھایا گیا، اس پر کیا کہیں گے؟ جس پر اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ موجودہ حکومت نے ایسی کوئی پالیسی نہیں بنائی۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ جبری گمشدگیوں میں جو لوگ بھی ملوث ہیں، یہ وفاقی حکومت کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا، وفاقی حکومت نے پھر کوئی کارروائی کیوں نہیں کی؟، اس پر اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ ایسا بھی ہوا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سپاہیوں کے سر چوراہوں پر لٹکائے جاتے تھے، کسی بھی حکومت کی یہ پالیسی نہیں تھی کہ لوگوں کو زبردستی اٹھایا جائے۔

چیف جسٹس نے مزید استفسار کیا کہ پھر بھی لوگ حراستی مراکز میں رکھے گئے، اس پر کیا کہیں گے؟، اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ حراستی مراکز سے متعلق ایک قانون بنا تھا اور وہ معاملہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت رہا۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے پوچھا کہ اب حکومت کیا کر رہی ہے؟ آئین اور قانون تو موجود ہے، جس پر اٹارنی جنرل نے بتایا کہ ایک نیا قانون لایا جا رہا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ مسنگ پرسن کے والد نے کہا کہ میرے دونوں بیٹے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس تھے جنہیں 2016 میں اٹھایا گیا، ایک ایل ایل بی اور دوسرا ماس کمیونیکیشن ڈپارٹمنٹ میں پڑھ رہا تھا، واقعہ کی ایف آئی آر جبری گمشدگیوں کے کمیشن کی ہدایات پر درج ہوئی، جے آئی ٹی رپورٹ کی روشنی میں کمیشن نے اپنی فائنڈنگ میں کہا کہ یہ جبری گمشدگیوں کا کیس ہے، میں نے ایک درخواست دی کہ ذمہ داری عائد کی جائے کہ یہ کس کا کام ہے؟۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ جبری گمشدگیوں کے کمیشن کا صرف یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ ایف آئی آر درج کرائے، دن دیہاڑے لوگوں کی موجودگی میں وفاقی دارالحکومت سے ان کے دو بچوں کو اٹھا لیا گیا، اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ ریاست نہیں کہہ سکتی کہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں، تفتیش میں کیا ہوا؟ سینکڑوں افراد جبری گمشدگیوں کے خلاف سڑکوں پر ہیں، ایس ای سی پی کے ملازم کو بھی اٹھایا گیا تھا، ایک صحافی کو اٹھایا گیا جس کی سی سی ٹی وی فوٹیجز بھی دستیاب ہیں، کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں؟ ایک بیچارے نے کہا تھا کہ وہ شمالی علاقہ جات گیا تھا۔

اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ اس حوالے سے قانون نافذ کرنے والے ادارے بہتر بتا سکتے ہیں۔

اس موقع پر کرنل انعام رحیم ایڈووکیٹ نے مؤقف اپنایا کہ ہم نے مسنگ پرسن کیس میں ملوث ایک انٹیلی جنس افسر کی تصویر دکھائی تو لاپتہ شہری واپس آ گیا، شہری نے واپس آ کر بیان ریکارڈ کرایا کہ وہ افغانستان چلا گیا تھا۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ مسنگ پرسنز کی فیملیز یہاں پھر رہی ہیں، یہ کون کر رہا ہے؟ حکومت اور وفاقی کابینہ جوابدہ ہے اس پر کرنل انعام رحیم نے مؤقف اپنایا کہ لاپتہ افراد کے 8 ہزار 279 کیسز ہیں۔

چیف جسٹس نے استفسار کیا کہ عدالت کس کو ذمہ دار ٹھہرائے؟، جس پر اٹارنی جنرل نے موقف اپنایا کہ آئی جی اسلام آباد سے اس سے متعلق رپورٹ منگوا لیں۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیئے کہ آئین کے مطابق آرمڈ فورسز بھی وفاقی حکومت کی منظوری کے بغیر کچھ نہیں کر سکتیں، کسی کو یہاں سمن کرنا مسئلے کا حل نہیں، آپ اس عدالت کو حل بتائیں، اگر وفاقی دارالحکومت کا یہ حال ہے تو باقی جگہوں کی کیا صورتحال ہوگی؟ یہاں سپریم کورٹ ہے، ہائی کورٹ ہے، وزیراعظم سیکریٹریٹ اور انٹیلی جنس ایجنسی کے دفاتر ہیں، یہ ایک ٹیسٹ کیس ہے کہ اس عدالت کی حدود سے ایک شخص کو اٹھایا گیا اور اس کی تحقیقات میں کچھ نہ ہوا، یہ ایسی بات ہے کہ ریاست کو ہل جانا چاہیے تھا۔

انہوں نے کہا کہ ایسے واقعات سے غیر ریاستی عناصر کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ بھی متحرک ہوجاتے ہیں، عدالت رپورٹ نہیں ایکشن چاہتی ہے، یہ عدالت کس کو سمن کر کے کیا کہے گی؟ وہ کہے گا مجھے نہیں پتہ؟ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ لوگ جینوئن بھی غائب ہو سکتے ہیں، ایسے واقعات کی وجہ سے لوگ ریاست پر شک کرتے ہیں، پوری دنیا میں ایسے واقعات ہوجاتے ہیں لیکن وہاں لوگوں کا ریاست پر اعتماد ہوتا ہے۔

چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ نے کہا کہ کمیشن نے جے آئی ٹی بنائی اور رپورٹ دے کر کہا کہ ان کی جان تو چھوٹ گئی، وہ بچہ یقیناً شمالی علاقہ جات تو نہیں گیا تھا، کم از کم معاملے کی تفتیش ہوجاتی تو لوگوں کو اعتماد ہوتا۔

اٹارنی جنرل نے موقف اپنایا کہ نواز شریف، یوسف رضا گیلانی اور عمران خان سمیت کسی کی یہ پالیسی نہیں تھی کہ لوگوں کو غائب کیا جائے، اگر ایک دفعہ کسی کو سزا ہوجائے تو اس سے اچھا پیغام جائے گا، جس کیس میں سی سی ٹی وی فوٹیج دستیاب ہے اس کیس سے شروع کر لیتے ہیں۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے استفسار کیا کہ آپ بتائیں کہ اس معاملے میں کیسے آگے بڑھا جائے؟، اس پر اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ اگر کسی کو نشاندہی ہوجائے اور چیف ایگزیکٹو ایکشن نہ لیں تو وہ جوابدہ ہیں۔

چیف جسٹس نے استفسار کیا کہ ایک چیف ایگزیکٹو نے کتاب میں لکھا کہ یہ پالیسی تھی، جس پر اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ وہ غاصب تھے، انہیں منتخب چیف ایگزیکٹوز کے ساتھ نہ ملایا جائے، وہ تو مکا بھی دکھا رہے تھے اور اب مفرور ہیں، میرے لیے کہنا آسان ہے کہ جس دور میں گمشدگیاں ہوئیں، اس وقت کے چیف ایگزیکٹو کو ذمہ دار ٹھہرائیں، تاہم میں ایسا نہیں کہوں گا۔

چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ اٹارنی جنرل کہہ رہے ہیں کہ جبری گمشدگیوں کے ان تینوں کیسز کو ٹیسٹ کیس کے طور پر لیا جائے گا۔

دوران سماعت مسنگ پرسنز کے والد نے مؤقف اپنایا کہ اٹارنی جنرل نے کہا کہ جن کی وڈیو موجود ہے اس کو ٹیسٹ کیس کے طور پر لیں گے، جبری گمشدگیوں کے ہر کیس میں شہری کو اٹھانے کی فوٹیج نہیں ہوتی، میرے بیٹوں کے کیس میں وڈیو نہیں، عینی شاہدین موجود ہیں جنہوں نے بیانات ریکارڈ کرائے، کیا کوئی ایس ایچ او اپنے آئی جی کے خلاف ایکشن لے سکتا ہے؟ آخر بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟۔

مسنگ پرسنز کے وکیل نے کہا کہ حراستی مرکز کا دورہ کرایا جائے تو کافی لاپتہ شہری بازیاب ہو سکتے ہیں، جس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ ایسی بات نہیں، حراستی مراکز میں موجود تمام افراد کی شناخت اور فہرست موجود ہے، حراستی مرکز میں موجود لوگوں کی ان کے اہلخانہ سے ملاقات بھی کرائی جاتی ہے۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ وفاقی حکومت کی جانب سے ایک واضح پیغام آنا چاہیے کہ اس معاملے کو برداشت نہیں کیا جائے گا، اس پر اٹارنی جنرل نے مؤقف اپنایا کہ پتہ بھی تو چلے کہ یہ پیغام دینا کس کو ہے۔

چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ جبری گمشدگیوں کے کیس میں مشکل ہی یہ ہے کہ ریاست خود ملوث ہو تو تفتیش کون کرے گا؟، یہ عدالت، وکیل، صحافی یا کوئی اور تفتیش نہیں کر سکتا۔

عدالت نے جبری گمشدگیوں کے ہائی کورٹ میں زیر سماعت کیسز کی فہرست اٹارنی جنرل کو فراہم کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے وفاقی حکومت کو جبری گمشدگیوں پر مؤثر اقدامات کا حکم دے دیا۔

عدالت نے ریمارکس دیے کہ اٹارنی جنرل تین ہفتوں میں مطمئن کریں کہ جبری گمشدگیوں کے حوالے سے کیا اقدامات کیے گئے اور جبری گمشدگیوں کے کیس میں 14 فروری کو حتمی دلائل طلب کرتے ہوئے سماعت ملتوی کر دی۔

ساتویں ایاز میلو کا افتتاحی کلیدی خطاب

حارث خلیق

مہمانِ خصوصی سردار علی شاہ صاحب، مہمانانِ گرامی معزز خواتین وحضرات اور سب سے بڑھ کر شیخ ایاز کے تمام چاہنے والے اور سندھ کی دھرتی سے پیار کرنے والوں کو آداب، سلام، نمستے اور شام بخیر۔

سب سے پہلے میں ایاز میلو کے تمام منتظمین، خصوصاً ہماری بہن امر سندھو اور ڈاکٹر عرفانہ ملاح کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے آج آپ سے ہم کلام ہونے کا موقع دیا۔ میں نہ تربیت یافتہ محقق ہوں، نہ سکّہ بند نقاد۔ اگلا سی وی میں عرفانہ سے بنواؤں گا کیونکہ اِنہوں نے میری جتنی تعریف کی ہے میں اِس کے قابل نہیں ہوں۔

لیکن محض ایک شاعر ہوں۔ محض ایک شاعر ہوں جسے اپنی دھرتی اور اِس پر بسنے والوں کی سماجیات، سیاست، ثقافت اور جمالیات سے گہرا لگاؤ ہے۔ اِسی نسبت سے مجھے شیخ ایاز سے نیاز مندی ہے جنہیں میں بیسویں اور اب تک کی اکیسویں صدی کے اہم ترین عالمی شعراء میں شمار کرتا ہوں۔ سندھ کا اس بات پر فخر بجا ہے کہ اس نے بیسویں صدی میں پابلو نرودا، ناظم حکمت، محمود درویش، فیض احمد فیض اور آنا آخما توا کے ہم پلّہ شاعر کو جنم دیا۔ اِس کہکشاں میں یقیناً اور بھی ستارے ہوں گے مگر ایسے چند ہی ہیں جن کی آب وتاب آج بھی آنکھوں کو اُجال رہی ہے اور سینوں کو روشن کیے ہوئے ہے۔ شیخ ایاز اوّلین صف کے عالمی شعراء کے ہم رُکاب بھی ہیں او منفرد بھی۔ ان سے متعلق میرے تاثرات کو ایک عہد ساز اور تہذیبی شاعر کے نظریاتی پیروکار کے تاثرات سمجھا جانا چاہیے۔ مگر میں شیخ ایاز کے بارے میں مزید بات کرنے سے پہلے اِس معزز اور باعلم محفل کی توجّہ عالم انسانیت کو درپیش بُحرانوں کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ چونکہ ہر بڑے تخلیق کار بشمول شیخ ایاز کا بنیادی مسئلہ انسان، اس کا وجود، اس کا فطری ماحول اور اس کی آزادیاں ہیں۔

خواتین وحضرات!

میری نظر میں انسان کو اِس وقت تین بڑے بُحران درپیش ہیں: وجودی بُحران (Existential Crisis) جو فطری ماحول کی مسلسل بربادی کے باعث زمین پر آباد، اِس کُرہ ارض پر آباد ہر ذی رُوح نباتات اور پرجاتیوں کی حیات کو خطرے میں ڈالے ہوئے ہے۔ زمین، ہوا اور پانی ہمیں قدرت نے عطا کیے۔ اجارہ دارانہ سرمایہ داری اور انسان کی ہوس زَر نے زمین کو اُجاڑنے، ہوا کو آلودہ کرنے اور پانی کو غلیظ کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ اگر یہ ہوسِ زر اور طبقہ

اُمرا کی تعیش پسندی یونہی بے لگام رہی تو زمین پر حیات باقی نہیں رہے گی۔ ہم نے باغات کو ائیر کنڈیشنڈ شاپنگ مالز میں اور درختوں کو اشتہاری بورڈ میں بدل دیا ہے۔ زرعی اراضی کو رہائشی کالونیوں اور تجارتی عمارتوں میں بدلنے کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ ہر بار جب آپ حیدرآباد میں داخل ہوتے ہیں تو درختوں کی جگہ ایک بیس منزلہ، دس منزلہ عمارت نظر آتی ہے۔ پورے ملک کا یہی حال ہے اور ساری دنیا کا۔

دوسرا بڑا بُحران سیاسی ہے۔ یہ سلب ہوتی ہوئی بنیادی جمہوری آزادیوں، دائیں بازوں کی نیولبرل معیشت میں یقین رکھنے والے مقبولیت پسند (Populist) سیاستدانوں اور محکوم قوموں اور محنت کش طبقات کے نیو نوآبادیاتی استحصال (Neocolonial Exploitation) سے عبارت ہے۔ امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت اور پھر سات کروڑ سے زیادہ ووٹ لے کر بمشکل ہار، برازیل میں بولسونارو، برطانیہ میں بورس جانسن، رُوس میں الیگزینڈر رپیوٹن، فلپائن میں روڈریگو دوٹیرٹے، بھارت میں نریندر مودی اور پاکستان کے ہائبرڈ ماڈل (Hybrid Model) میں عمران خان ——— سب دائیں بازو کے مقبولیت پسند سیاستدان ہیں جنہوں نے اپنے اپنے مُلک کے سیاسی اور انتظامی ماحول کے مطابق جمہوری آزادیوں، اظہارِ رائے کے حق اور عوام سے باعزّت روزگار کو چھین لینے میں پوری مستعدی کا مظاہرہ کیا ہے۔

پاکستان میں معاملہ اور زیادہ گھمبیر ہے۔ مُملکت کا آئین اور پارلیمان ذاتی، گروہی اور اِدارہ جاتی مفادات کے تابع ہے۔ ہم انگریز کے نوآبادیاتی نظام سے ورثے میں ملے ہوئے ریاستی اداروں، عدلیہ، عسکریہ اور انتظامیہ کی عوامی اور جدید جمہوری تشکیلِ نو کرنے میں بحیثیت ملک، بحیثیت قوم ناکام رہے ہیں۔ چنانچہ ایک جانب نوکر شاہی کی بدعنوانی اور نااہلی اپنے عروج پر ہے تو دوسری جانب نچلی عدالتوں میں اِنصاف کی عدم فراہمی اور اعلیٰ عدالتوں کے عوام دشمن فیصلے ہمارا ماضی بھی ہیں اور حال بھی۔ اِس پر مستزاد یہ کہ عسکری اداروں کی فیصلہ سازی سے لے کر معاشی معاملات میں شمولیت نے طرزِ حُکمرانی کے بنیادی مسائل کو جنم دیا ہے۔ موجودہ دائیں بازو کی مقبولیت پسند سرکار نے خود سے اِختلافِ رائے رکھنے والوں پر زمین اور روزگار تنگ کرنے کی کوششیں تیز کر رکھی ہیں۔ خبروں کی سنسر شپ سے کتابوں کی ضبطی تک، آرٹ اِنسٹالیشنز اُکھاڑے جانے سے صحافیوں کو اغواء اور زدوکوب کرنے تک ہر طرح کی قانونی، غیر قانونی، سماجی، معاشی اور نفسیاتی پابندیاں جائز ٹھہرائی گئی ہیں۔ سیاسی اختلافِ رائے رکھنے والوں کو حبسِ بے جا میں رکھا جانا اور گمشدگی کی خبریں آئے دن آتی رہتی ہیں۔

خواتین وحضرات!

تیسرا بُحران ہمارا سماجی بُحران ہے جس سے فرد اور اِجتماع دونوں متاثر ہوئے ہیں۔ یہ بُحران فیصلہ ساز ایوانوں اور پالیسی ساز اداروں سے ہوتا ہوا بازاروں، گلیوں، محلّوں اور اب ہمارے گھروں تک پہنچ گیا ہے۔ یہ پورے سماج میں بڑھتی ہوئی عدم رواداری اور مذہبی اِنتہا پسندی سے عبارت ہے۔ ہم عقیدے کی تلوار سے اِنسانیت کا گلا کاٹنے میں مصروف ہیں۔ نا صرف ہماری مذہبی اور فقہی اقلیتیں بلکہ اکثریت کے روشن خیال طبقات بھی خوف کا شکار ہیں۔

ہمارے مرکزی ذرائع ابلاغ، میڈیا کے ممتاز ادارے، تعلیمی نصاب کے مرتّبین، بیشتر سیاسی رہنما اور حُب الوطنی کے علم بردار نام نہاد دانش ور تاریخ کو مسخ کرنے اور سماج کو گمراہ

اور تقسیم کرنے میں پیش پیش ہیں۔

ہمارا عہد ایسے پُرتشدد اور بھیانک واقعات سے بھرا پڑا ہے جن کا تصور کسی مہذب سماج میں ناممکن ہے۔

میری رائے میں ہمیں اپنے موجودہ بُحرانوں سے نمٹنے کے لیے شیخ ایاز اور اُن کے ہم رکابوں کے شعلۂ تخلیق اور فکری شعور سے رجوع کرنا پڑے گا۔

میں اِسی سمت میں اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ مگر شیخ ایاز کا ذکر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں جیسے آج کے پروگرام کی اِبتدا میں بھی ہوا۔ این میری شمل جو ممتاز مستشرق (Orientalist) بھی تھیں۔ ان کا میں نے بچپن میں توسیع لیکچر سُنا تھا۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ پاکستان کے ٹیلی ویژن پر اس طرح کے علمی و ادبی پروگرام ہوا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ این میری شمل نے ایک توسیعی لیکچر میں کہا تھا کہ مولانا رُوم کے دو عظیم ظاہری اور معنوی پیرو ہیں: بھٹائی اور اقبال۔

اِقبال کے ساتھ تو ستم ظریفی یہ ہوئی کہ جابرانہ ریاست نے انہیں اپنا ملک الشعراء قرار دے دیا۔ ایک گروہ انہیں پیغمبرانہ درجہ دے بیٹھا اور دوسرا اُن کی لایعنی تردید پر مستقل آمادہ رہتا ہے۔ مجھے اِس کا بہت افسوس ہے۔

مگر شاہ سائیں مشترک میراث ہیں۔ اُنہوں نے نہ صرف سندھ کو نظم کر دیا بلکہ کُل عالم کے آباد رہنے کے متمنّی رہے۔ جڑیں اور تنا دھرتی میں پیوست اور بھری ہوئی پھل دار شاخیں ساری دنیا پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔

یہی معاملہ شیخ ایاز کا ہے۔ البتہ ایک فرق دونوں میں زمانے نے پیدا کیا۔ شاہ سائیں کے ہاں انسانی نفسیات کا تجربہ اور فطرت کا مشاہدہ مطالعے پر بھاری ہیں۔ ایاز تک آتے آتے اُن کی کچھ تازہ علوم تک دسترس کے سبب اور کُچھ دنیا کے سکڑ کر قریب آ جانے سے تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ مطالعہ اور بین الاقوامی روابط اور عالمی تحریکوں سے اظہارِ یک جہتی کی کیفیات اُن کی شاعری کے قوام میں شامل ہو گئی ہیں۔ اُن کی لسانی تشکیلات، ذخیرۂ الفاظ، تراکیب کی بُنت اور اصناف کا چناؤ معاصر عالمی شاعری کی اعلیٰ ترین روایت سے ہم آہنگ ہے۔

وہ بیک وقت بین الاقوامی مزاحمتی ادبی تحریکوں سے بھی وابستہ ہیں اور اپنی دھرتی پر رواں ظُلم سے ہر لحظہ پریشان ہیں۔ ایک جانب کہتے ہیں فیض، حکمت اور نرودا سارے اپنے یار ہیں۔ اور دوسری جانب ایک مقامی شاعر کو تنبیہ کرتے ہیں۔

تیرا بھائی تیری آغوش میں دم توڑتا ہے
تجھ کو احساس نہیں تُو نے اشعار لومومبا کے وطن پر لکھے ہیں
خطرۂ جاں جو نہیں خدشۂ زِنداں جو نہیں
تُو کراچی میں ہے اور فکر تجھے کانگو کی

یہ ایسا ہی ہے کہ ہمیں فلسطین کا دُکھ ہو مشرقی پاکستان کا نہیں۔ کشمیر کا دُکھ ہو بلوچستان کا نہیں۔

اگر آپ شیخ ایاز کے ہم خیال تخلیق کار ہیں تو آپ کو چاروں دُکھ یکساں ہوں گے مگر پہلے آپ اُس بہن اور بھائی کو بچائیں گے جو آپ کی آغوش میں دم توڑ رہا ہوگا۔

اپنے فِطری ماحول کے وجودی بُحران پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ سائیں سے لے کر ایاز تک سندھ کی شاعری مظاہرِ فطرت اور اُن کے حُسن سے تر و تازہ اور معطر ہے۔ کیا محاکات ہیں اور فطرت سے محبت کی تحریک

ایاز کہتے ہیں

پات جھڑنے لگے رُت بدلنے لگی
اب میری رنگ و بُو سے بھری ہوئی شاعری ایک چنبا کا سُوکھا ہوا برچھ ہے
کون جانے کہ پھر اس میں پھول آئیں گے
اور سخیوں کے جُھرمٹ میری سمت بالوں کو لہرائیں گے
اُن کے جُوڑوں میں گجرے میری باس مہکائیں گے۔

یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کراچی میں جب ہماری ایاز کانفرنس ہوئی تھی کہ نظریہ تہذیب کے اندر ہی پنپتا ہے۔ اگر تہذیب سے اِس کی آبیاری نہ کی جائے تو اوپرا اوپرا اور اجنبی رہتا ہے۔

Any ideology seldom transcends a civilization.

اِسی لیے ایاز کے ہاں تنگ نظری اور مذہبی کوتاہ بینی کا توڑ ہمارے مزاحمتی تصوف سے اِکتساب ہے جس نے مُلّا، محتسب اور فقیہی کی سیاسی طاقت سے گٹھ جوڑ کو رد کیا ہے اور اِفتراق کی جگہ اِتفاق پر زور دیا ہے۔

ہمارے سماجی بُحران کا خاتمہ انسان دوستی، رواداری، ہم آہنگی اور روشن خیالی کی قدروں کے ثقافتی فروغ سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ یہاں ذمہ داری شاعروں، ادیبوں، فنکاروں اور تخلیق کاروں کے حصّے ہی میں آتی ہے۔

شیخ ایاز نے یہ ذمہ داری اٹھائی اور ہمیں بھی اٹھانی پڑے گی۔

خواتین وحضرات!

میری اِن بے ربط گزارشات کے آخر میں جو سیاسی بُحران ہمارے آنگن میں ہے، ایک بار پھر اُتر آیا ہے۔ اُس پر کُچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

میر صاحب کی رُوح سے معذرت کے ساتھ
ہم ہُوئے تم ہُوئے کہ میر ہُوئے
سب اِسی سندھ کے اَسیر ہُوئے

شیخ ایاز اپنی اُردو نظم 'سندھ صدیوں سے' میں کہتے ہیں:

رہنے والا ہُوں رفیقو اُس دیارِ درد کا
جس کے صدیوں کے علم بردار سب مارے گئے
سوہنی دھرتی پہ سب وارے گئے
کُچھ مؤرخ آج بھی تہہ خانۂ تاریخ میں جھانکتے ہیں
خاک اُس کی پھانکتے ہیں، چاکِ پرچم تانکتے ہیں
بال سر کے نوچتے ہیں اور پھر یہ سوچتے ہیں
پرچموں سے خون کے دھبے مٹانے چاہییں
صاف ستھرے پرچموں کے واسطے کچھ بہانے چاہییں

ہم پر لازم ہے کہ ہم پرچموں سے خون کے دھبے مٹانے اور صاف پرچموں کو لہرانے کے لیے نئے بہانے تراشیں۔ اِس عمل کی بنیاد کسی سیاسی، انتخابی یا بلدیاتی بحث میں نہیں ہو گی بلکہ ایک جاری رہنے والے علمی، ادبی اور فکری مکالمے میں ہو گی۔

شیخ ایاز سندھ کے بنیادی حقوق کی پاسداری اور واحدانیت کی جدّ و جہد کی ادبی علامت ہیں:

وہ کہتے ہیں ایک دن ایسا ضرور آئے گا:

جب یہ مقتل کی گراں بار فصیلیں کٹ کر دھم سے گر جائیں گی ناگاہ سرِ قاتل پر

ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب یہ مقتل کی گراں بار فصیلیں کٹ کر دھم سے گر جائیں گی ناگاہ سرِ قاتل پر

قرم کے چوب نکل آئیں گے اپنے بے خواب نہا خانوں سے

اور ایک رقصِ تربناک بپا کر دیں گے طرزِ منصور کو یک لخت ادا کر دیں گے۔

میں آپ سب کا تہہِ دِل سے ممنون ہُوں کہ آپ نے مجھے سُننے کے قابل سمجھا اور ایک مرتبہ پھر آپ کا بہت شکریہ۔

خواتین کا نقطہ نظر

زبیدہ مصطفیٰ

ملک میں خواتین کے حوالے سے ایک اچھی خبر سامنے آئی ہے۔ایک خاتون جج پہلی مرتبہ ایک اہم عہدے پر فائز ہونے والی ہیں۔

جوڈیشل کمیشن آف پاکستان نے لاہور ہائی کورٹ کی جسٹس عائشہ ملک کو سپریم کورٹ میں تعیناتی کے لیے نامزد کیا ہے اور ان کی تقرری کا باضابطہ اعلان پارلیمانی کمیٹی کی منظوری کے بعد کیا جائے گا۔

اس خبر سے مچنے والے تہلکے پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ماضی میں جب بھی کسی خاتون نے کسی بھی شعبے میں کوئی صنفی رکاوٹ عبور کی ہے تو اسی طرح تہلکہ مچا ہے۔اس کی بہترین مثال 1988ء کے انتخابات کے بعد بے نظیر بھٹو کا سیاسی منظرنامے میں ابھرنا ہے۔

اس تناظر میں کچھ حلقوں میں ایک سوال اٹھایا جاتا ہے۔لوگ اس حالیہ فیصلے کو خواتین کی تکریم قرار دیتے ہوئے یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ عدلیہ میں مردوں یا خواتین کی موجودگی کس حد تک مؤثر ہوتی ہے؟ آخر ایک اچھا جج چاہے وہ مرد ہو یا عورت قانون اور انصاف کے دائرے میں ہی کسی مقدمے کا فیصلہ کرے گا۔

لاہور ہائی کورٹ کی ریٹائرڈ جج جسٹس ناصرہ اقبال جو خود بھی ایک بہترین جج رہی ہیں، انہوں نے اس حوالے سے بالکل واضح مؤقف دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت تنوع فروغ پارہا ہے اور اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔اس بات کی مزید وضاحت کے لیے یہ کہنا چاہیے کہ تمام شعبوں میں صنفی تنوع کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کیونکہ مرد و خواتین خواہ کتنے ہی ہم خیال کیوں نہ ہوں وہ مختلف معاملات کو مختلف تناظر میں دیکھتے ہیں۔

تاہم میرے لیے تشویش کی بات یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ خواتین سے متعلق معاملات میں خواتین کے نقطہ نظر کو اہمیت دینی چاہیے۔اس سے تمام معاملات پر ہونے والی بحث میں ایک توازن پیدا ہوگا۔یہ بنیادی طور پر اس معاملے کی جڑ ہے جسے 1960ء کی دہائی میں تسلیم کیا گیا جب پاکستان میں کئی شعبوں میں بڑی تعداد میں خواتین شامل ہوئیں۔عدلیہ جو خواتین کے لیے ایک اہم شعبہ ہے وہ خود کو تبدیل کرنے میں سست روی کا شکار رہا۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی قانون اپنے آپ میں صنفی امتیاز نہ کرتا ہو تاہم مختلف ججوں کی جانب سے اس کی مختلف تشریحات کی جاسکتی ہیں۔ایسی صورتحال میں کسی کا تعصب، مختلف حالات کی سمجھ اور ذاتی تجربات اثر انداز ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ کئی ججوں پر مشتمل بینچوں کے فیصلے اتفاق رائے سے نہیں آتے۔کچھ ججوں کو فیصلے سے اختلاف ہوتا ہے تاہم اکثریتی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔

یوں عدلیہ میں خواتین کی خاطر خواہ نمائندگی نہ ہونے سے خواتین کا نقطہ نظر شامل نہیں ہو پاتا۔جسٹس ریٹائرڈ ناصرہ اقبال نے جب یہ کہا کہ ایک عورت ہی جانتی ہے کہ دوسری عورت کے دل میں کیا ہے تو شاید ان کا یہی مطلب تھا۔

لاہور ہائی کورٹ کی ریٹائرڈ جج جسٹس ناصرہ اقبال جو خود بھی ایک بہترین جج رہی ہیں، انہوں نے اس حوالے سے بالکل واضح مؤقف دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت تنوع فروغ پارہا ہے اور اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔اس بات کی مزید وضاحت کے لیے یہ کہنا چاہیے کہ تمام شعبوں میں صنفی تنوع کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کیونکہ مرد و خواتین خواہ کتنے ہی ہم خیال کیوں نہ ہوں وہ مختلف معاملات کو مختلف تناظر میں دیکھتے ہیں۔

مردوں کا بھی اپنا نقطہ نظر ہوتا ہے حالانکہ جو لوگ خواتین کو درپیش چیلنجوں کے بارے میں حساس ہوتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔لیکن ہمارے جیسے پدرانہ معاشرے میں تمام مردوں کے لیے ایسا نہیں کہا جاسکتا۔بہت سے مرد جج خواتین کے خلاف تعصب رکھتے ہیں جو اکثر مقدموں کی سماعت کے دوران ان کے تبصروں سے عیاں ہوتا ہے۔

تمام مرد ججوں پر مشتمل بینچ کی جانب سے مختاراں مائی کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کو یاد کیجیے۔مختاراں مائی کو ان کے گاؤں کے مردوں پر مشتمل جرگے کے حکم پر اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہنے والے جسٹس ریٹائرڈ ناصر اسلم زاہد نے مجھے بتایا کہ انہیں 97-1996 میں نیشنل کمیشن آن اسٹیٹس آف ویمن کا چیئرپرسن بننے سے قبل اس بات کا احساس ہی نہیں تھا کہ خواتین مردوں سے مختلف نقطہ نظر رکھتی ہیں۔

اس کمیشن میں عاصمہ جہانگیر اور شہلا زاہد جیسی شخصیات بھی موجود تھیں۔ان کے ساتھ کام کر کے جسٹس ناصر اسلم زاہد

کو معلوم ہوا کہ کس طرح خواتین ایک قانون کو مردوں سے مختلف انداز میں دیکھ سکتی ہیں۔وہ وفاقی سیکریٹری قانون کے طور پر قانون سازی میں شامل رہے تھے تاہم پھر بھی وہ اس حوالے سے حساس نہیں تھے۔

یہ بات صرف عدلیہ کے لیے نہیں بلکہ ہر شعبے کے لیے صادق آتی ہے۔جتنا زیادہ پدرانہ معاشرہ ہوگا عورت کا نقطہ نظر اتنا ہی زیادہ پوشیدہ رہے گا۔حیرت کی بات ہے کہ ایک ایسے پیشے میں مردوں کو حساس بنانے پر بہت زور دیا جارہا ہے جہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کے نقطہ نظر کے حوالے سے آگاہی پیدا کی جائے۔اسی وجہ سے ہم نچلی عدالتوں، مجسٹریٹس، پولیس اہلکاروں، وکلا اور ارکانِ پارلیمنٹ کی صنفی تربیت کی باتیں سنتے رہتے ہیں۔

اس سے زندگی کے ہر شعبے میں خواتین کی نمائندگی بڑھانے کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔اگرچہ جسٹس ناصرہ اقبال نے ہر عدالت میں 5 خواتین ججوں کی تجویز دی ہے لیکن یہ تعداد زیادہ ہونی چاہیے۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ طاقتور عہدوں پر جب خواتین کی تعداد مردوں سے کم ہوتی ہے تو وہ خواتین کی زیادہ موثر حمایت نہیں کرسکتیں۔

ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ خواتین کی اتنی تعداد ضرور موجود ہو کہ تبدیلی کا عمل بغیر کسی مزاحمت کے چلتا رہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ تعداد 40 فیصد ہونی چاہیے۔یہ بہت بڑی تعداد ہے اور اب تک اسکینڈینیوین ممالک میں کچھ شعبوں کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی اس ہدف کو حاصل نہیں کیا گیا۔وہ اسکینڈینیوین ممالک ویسے بھی صنفی انصاف کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں۔جسٹس عائشہ ملک خواتین اور بچوں کے حوالے سے مؤثر سماجی انصاف کو اپنا مقصد بنائیں تو وہ ایک مثال قائم کرسکتی ہیں۔

(بشکریہ ڈان اردو)

صنفی امتیاز اور اس پر مبنی تشدد - اقسام اور قوانین

اس سے قبل کہ ہم عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے موجود قوانین کا جائزہ لیں، یہ لازم ہے کہ ہم معاشرے میں عورتوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک، صنفی تشدد کی بنیاد اور اس کی مختلف اقسام کے بارے میں جانیں۔

جنس اور صنف کا فرق

عورت اور مرد کے مابین جنس اور صنف کے فرق اور معاشرے میں اس سے پیدا ہونے والے مسائل کو سمجھنا بنیادی عمل ہے۔

جنس: عورت اور مرد کے مابین حیاتیاتی فرق (Biological Difference) جنس یعنی Sex کہلاتا ہے۔

صنف: عورت اور مرد کے مابین سماج کی طرف سے متعین کردہ فرق، صنف یعنی Gender کہلاتا ہے۔

مثال کے طور پر عورت اور مرد کے جسم کی ساخت اور ان کے اعضا کا فرق جنسی فرق ہے جب کہ معاشرے کی طرف سے یہ طے کیا جانا کہ کون سا پیشہ کون اپنائے گا، صنفی فرق ہے۔

صنفی کردار، خلا اور مسائل:

اب ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کس طرح معاشرہ عورت اور مرد (بچہ یا بچی) کے لئے ان کے جنس کی فرق کی بنیاد پر صنفی کردار متعین کرتا ہے، کس طرح اس صنفی کردار کی بنیاد پر مرد اور عورت کے مابین ایک صنفی خلا جنم لیتا ہے اور کس طرح یہی خلا صنفی مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

صنفی کردار: عورت اور مرد یا لڑکے اور لڑکی کا وہ کردار جو خاندان یا معاشرہ اسے دیتا ہے۔

مثال کے طور پر کہ لڑکا پڑھے گا، باہر کی دنیا میں جائے گا، کمائے گا، خاندان کا مالک ہوگا۔

جب کہ لڑکی گھر رہے گی، امور خانہ داری نبھائے گی وغیرہ وغیرہ۔

صنفی خلا: جب خاندان یا معاشرہ عورتوں اور مردوں کے صنفی کردار پدرشاہی سوچ کے تحت ترتیب دیتا ہے تو اس سے صنفی خلا جنم لیتا ہے۔

مثال کے طور پر جب لڑکا پڑھے گا اور لڑکی گھر رہے گی، لڑکا باہر کی دنیا سے تعلق رکھے گا اور کمائے گا جب کہ لڑکی صرف امور خانہ داری ہی سنبھالے گی تو وہ مرد کے دست نگر ہی رہے گی۔

صنفی خلا کی مثالیں

پڑھا لکھا مرد	ان پڑھ عورت
باروزگار مرد	بے روزگار عورت
کمانے والا	کھانے والی
بااثر مرد	کمزور عورت
حاکم مرد	محکوم عورت

صنفی مسائل: پدرشاہی سوچ سے پلنے والا یہی صنفی خلا صنفی مسائل کو جنم دیتا ہے اور اس کی سب سے گھناونی شکل "صنفی تشدد" کی صورت میں نظر آتی ہے۔ جب مرد سمجھتا ہے کہ وہ حاکم اور بااثر ہے تو وہ عورت کے ساتھ جیسا سلوک رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے۔ اسی رویے کی بدولت کم عمری کی شادی، عورتوں کی مار پیٹ، بے جوڑ شادیاں، جنسی زیادتی، ہراسانی اور عورتوں کی خرید و فروخت جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔

صنفی تشدد کی اقسام

جسمانی تشدد: مار پیٹ، بدن کے اعضا کو تکلیف / نقصان پہنچانا، گھسیٹنا، جلا دینا، تیزاب پھینکنا

جنسی تشدد: ریپ، جنسی ہراسانی، جنسی اعضا کو تکلیف دینا، زبردستی جنسی عمل کرنا

نفسیاتی تشدد: گالم گلوچ، کسی کو حقیر جاننا اور مسلسل اس کا اظہار کرنا، جنسی ہراسانی، چھیڑ چھاڑ کرنا

تشدد کی یہ تمام اقسام گھر کے اندر (گھریلو تشدد) یا گھر کے باہر وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

خواتین پر تشدد کی روک تھام کے قوانین

آیئے اب ان قوانین کا جائزہ لیتے ہیں جو صنفی تشدد کی مختلف اقسام کو روکنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ یہ قوانین مندرجہ ذیل ہیں:

تیزاب سے جلانے کے خلاف قانون

(بمطابق پاکستان کریمنل ایکٹ 2011 پینل کوڈ ترمیمی سیکشن 332)

12 دسمبر 2011 کو تشدد کی خوفناک شکل تیزاب گردی کے واقعات کی روک تھام کیلئے تعزیرات پاکستان میں سیکشن 332 میں ترمیم کی گئی اور ساتھ دو دفعات 336-A، 336-B کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس قانون کے مطابق ایسا فعل یا عمل جس کے تحت تیزاب یا کیمیکل کے ذریعے چہرے یا جسم کے کسی حصے کو خراب کیا جائے یا کوشش کی جائے اس جرم کی تعریف میں آئے گا۔ اس جرم کی سزا عمر قید یا ایسی قید جو 14 سال سے کم نہ ہو اور اس کا کم از کم جرمانہ دس لاکھ روپے ہے۔ یہ جرم ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ بنادیا گیا ہے۔

خواتین سے متعلقہ فرسودہ رسومات کے خلاف قانون

(ترمیمی سیکشن 310، 498 ایکٹ 2011ء)

23 دسمبر 2011ء کو پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے درج ذیل فرسودہ رسومات کو بھی قانون کے دائرے میں لاتے ہوئے جرم قرار دے دیا۔

قرآن مجید سے شادی کی ممانعت (498-C)

تعزیرات پاکستان کے قانون 498-C کے مطابق جو کوئی بھی قرآن مجید سے شادی پر مجبور کرے گا، اس کا بندوبست کرے یا اُس کی سہولت فراہم کرے وہ سات سال تک کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ لیکن اس سزا کی مدت کسی صورت میں تین سال سے کم نہ ہوگی اور اس کے علاوہ پانچ لاکھ تک جرمانہ بھی ادا کرے گا۔

کسی خاتون کو وراثتی جائیداد سے محروم کرنے کی ممانعت

جو کوئی بھی دھوکہ دہی سے یا غیر قانونی طریقے سے وراثت کی تقسیم کے وقت کسی بھی خاتون کو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کی وراثت پانے سے محروم کرے گا۔ جس کی سزائے قید دس سال تک ہوگی لیکن پانچ سال سے کم نہ ہوگی اور دس لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستحق ہوگا۔

صلح کرنے کے عوض کسی عورت کو ونی / سوارہ کرنا

کسی عورت کو ونی / چٹی / سوارہ کرنے کے مرتکب افراد یا اس سلسلے میں سہولت کاری کرنے والا بھی سزا کا مستحق ہوگا۔ جس کی سزا کم از کم تین سے سات سال تک کی سزا اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ ہوسکتا ہے۔

کسی خاتون کی زبردستی شادی کرنا

جو کوئی بھی کسی عورت کی زبردستی شادی کرے گا یا اس سلسلے میں سہولت کاری دے گا سزا کا مستحق ہوگا۔ جس کی سزا تین سے سات سال تک قید اور پانچ لاکھ جرمانہ ہے۔

نوٹ: یہ جرم ناقابل صلح (non-compoundable) ہونے کی وجہ سے ناقابل معافی ہے۔ حتیٰ کہ فریقین میں کوئی معاہدہ طے پا جانے کے باوجود بھی قابل سزا جرم تصور ہوتا ہے۔

ریپ کا قانون: فوجداری قانون (ترمیمی) (ریپ سے متعلق جرائم) ایکٹ 2016

ریپ کی تعریف: ایک شخص پر ریپ کا جرم عائد ہوتا ہے اگر اس نے درج ذیل پانچ حالتوں میں سے کسی ایک میں بھی جنسی عمل کا ارتکاب کیا ہو:

1: عورت کی مرضی کے خلاف

2: اسکی رضامندی کے بغیر

3: اسکی رضامندی کے ساتھ، لیکن اگر اسے موت کی دھمکی دے کر یا اسے خوف و ہراساں کر کے۔

4: اس کی رضامندی سے، جبکہ مرد جانتا ہے کہ اس عورت کی شادی اس سے نہیں ہوئی اور عورت نے رضامندی اس لیے دی ہے کہ اس کا ماننا ہے کہ مرد وہ دوسرا شخص ہے جس سے اُسکی شادی ہوئی ہے۔

5: اس کی رضامندی کے ساتھ، جبکہ اس کی عمر سولہ سال یا سولہ سال سے کم ہو۔

سزا: کسی بھی عورت کے ساتھ ریپ کی زیادہ سے زیادہ سزا سزائے موت اور / یا پچیس سال قید اور / یا جرمانہ ہے۔

ریپ کے کیس کو رپورٹ کرنے کا طریقہ:

1۔ متاثرہ شخص کو پولیس اسٹیشن میں اس کے ساتھ ہوئی زیادتی کی رپورٹ درج کروانے اور بیان جاری کروانے کی ضرورت ہے۔

2۔ پھر پولیس متاثرہ شخص کے بیان کا جائزہ لیتی ہے کہ آیا قابل شناخت جرم کیا گیا ہے یا نہیں۔

3۔ مجسٹریٹ اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے پولیس اسٹیشن کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ تاہم اگر کوئی پولیس آفیسر کوئی مناسب ثبوت دیکھتا ہے تو وہ اس جرم کی تحقیقات کر سکتا ہے۔

4۔ عدالت کو اس بات کا ادراک ہے کہ اگر اس کو کسی جرم کا علم ہوتا ہے تو وہ ملزم کے خلاف عدالتی کاروائی کا آغاز کر سکتی ہے۔

تربیتی نشست میں بنیادی انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ

20 جنوری کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ممبران وضلعی کورگروپ کے زیر اہتمام ایک تربیتی سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں ٹیچر، وکلاء اور صحافیوں سمیت 24 افراد نے شرکت کی۔ تربیت کار کے فرائض فیصل محمود تنگوانی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آرسی پی) سپیشل ٹاسک جنوبی پنجاب ملتان نے انجام دیئے۔

گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے خواجہ اسد اللہ نے کہا کہ بہاولپور کے کسانوں کو یوریا کھاد نہیں مل رہی۔ کسان کو اس کی ضرورت پہلے پانی پر پڑتی ہے جبکہ اب گندم کی فصل کو تیسرا پانی ملنے والا ہے۔ غریب کسان روزانہ کھاد کے حصول کے لیے کھاد ڈیلر کے پاس لائن میں لگتا ہے مگر اسے ایک بوری ملتی ہے جبکہ بڑے اور بااثر کسانوں کو انتظامیہ اور محکمہ زراعت کے تعاون سے کھاد مل جاتی ہے۔ غریب کسان کو کنٹرول ریٹ 1768 روپے ملنے والی کھاد 2500 روپے میں مل رہی ہے مزید ستم ظریفی دیکھیں کہ حکومت نے کماد کی فصل کے لیے کھاد کے حصول کے لیے پرچہ ملکیت کی انوکھی شرط رکھ دی ہے۔

اب کسان ایک دن محکمہ ریونیو کے پاس جاتا ہے فیس ادا کر کے پرچہ لیتا ہے تو اسے کھاد ملتی ہے کیونکہ انتظامیہ پرانا پرچہ ملکیت پر کھاد نہیں دیتی۔

خواجہ اسد اللہ نے بتایا کہ بہاولپور شہر کا سب سے بڑا سرکاری طبی مرکز بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال مسائل کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ ایک مسئلہ حل ہوتا نہیں دوسرا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آؤٹ ڈور لیبارٹری میں مریضوں کے ٹیسٹوں کے لیے سرنجوں کا سٹاک کئی ہفتوں سے ختم ہے۔ مریض کے نسخہ پر درج ادویات پوری نہیں ملتیں علاوہ ازیں حکومت نے مختلف قسم کے ٹیسٹوں کے لیے فیس میں اضافہ کر دیا ہے جس سے غریب بیماروں کے لیے مشکل بڑھ گئی ہے۔

فیصل محمود تنگوانی نے بتایا کہ آپ ساتھیوں کی خواہش پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو کیسے نوٹ کیا جائے اور فیکٹ فائنڈنگ بارے آگاہی دینے کے لیے آیا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ اگر کسی علاقے میں سہولتوں سے محروم طبقات جیسے خواتین، بچے، محنت کش اور اقلیتوں کے حوالے سے بار بار اور وسیع پیمانے پر خلاف ورزی ہو رہی ہو جو کہ افراد کے بجائے عوام کے مختلف گروہوں کو متاثر کرتی ہے اور افراد کی زندگیوں، آزادی اور تحفظ کے لیے خطرہ ہو تو انسانی حقوق کے ادارے حقائق جمع کرنے کے لیے ایسی جگہوں کا دورہ کرتے ہیں اور ایک رپورٹ تیار کرتے ہیں جیسے فیکٹ فائنڈنگ کہتے ہیں۔

سب سے پہلے ملنے والی معلومات کی تصدیق ضروری ہوتی ہے اور اگر ایسی معلومات بار ایسوسی ایشن یا کسی این جی او سے ملے تو اس کی جانچ پڑتال کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی تحقیق کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر جانبدار ہوں، انکوائری سے قبل نتیجہ اخذ نہ کریں، مشن میں مدد کے علاوہ خواتین ارکان شامل ہوں اور مشن کے ارکان کی انسانی حقوق کی جدوجہد کے ساتھ وابستگی ضروری ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مشن ارکان کا آپس میں تعارف اور معلومات کا تبادلہ ہوتا کہ ارکان کو جس علاقہ کا دورہ کرنا ہے اس کی تاریخی، سماجی، سیاسی پس منظر کا بخوبی علم ہو۔ مشن کے ارکان آپس میں کام کو بانٹ لیں، سرگرمیوں کا مکمل ریکارڈ رکھیں، وقت، تاریخ اور مقام کے ساتھ ساتھ جن افراد کا انٹرویو کرنا ہے اس بارے میں سوالات تیار کر لیں، دستیاب شہادت ومعلومات کو فوری نوٹ کرنا ہوتا ہے جس کے لیے ٹیپ ریکارڈ اور کیمرہ لازمی جزو ہیں۔

فیصل محمود نے مزید کہا کہ حقائق یکجا کرنے کے لیے مشن ارکان کو متحرک رہنا چاہیے جہاں سے معلومات کی تائید اور تردید کا امکان ہو رابطہ کرنا چاہیے تاہم متاثر شخص کو پہلے انٹرویو کرنا چاہیے اور سرکاری اہلکاروں سے بعد میں انٹرویو کرتے وقت ارکان پھیل جائیں اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ انہوں نے بات چیت جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مشن کے ارکان کو اختتام تک بیان جاری یا نتائج اخذ نہیں کرنے چاہئیں جب تک مشن کے تمام ارکان جن بیانات اور نتائج پر متفق نہ ہو جائیں۔ رپورٹ کو جراتمندانہ ہونا چاہیے اور بروقت تشہیر ہوتا کہ اسے عوام کا اعتماد حاصل ہو۔ شیخ مقبول حسین نے کہا کہ بہاولپور میں مزدوروں کو کہیں پر بھی اجرت پوری نہیں ملتی۔ چاہے وہ سکیورٹی گارڈ کمپنیاں ہوں، فیکٹریوں اور بھٹہ جات ہوں۔ مہنگائی نے مزدوروں کو خودکشی پر مجبور کر دیا ہے، مزدور کی ایک دن کی کمائی میں ایک کلو گھی اور چینی آسکتی ہے جبکہ بجلی کے بل، پانی کے بل اور مکان کا کرایہ مزدوروں کی قوت خرید سے باہر ہو چکا ہے۔ حکومت اور اس کے ادارے خاموش کردار ادا کر رہے ہیں۔

پروگرام میں شریک ایک رکن ڈاکٹر ہارون نے کہا کہ وہ ایچ آرسی پی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب دلانا چاہتا ہیں کہ بہاولپور شہر کا سیوریج کا پانی ٹبہ بدر شہر کی طرف مخصوص تالاب بنا کر ٹربائنوں کے ذریعے بھیجا جاتا ہے حالانکہ قدرتی طور پر پانی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے۔ مگر بہاولپور میں سیاسی لوگوں نے اپنی بنجر زمینوں پر سبزیاں کاشت کرنے کے لیے حکومتی خرچہ پر شہر کے سیوریج کے پانی کو مغرب سے مشرق کی طرف بہایا ہے جس سے نہ صرف خرچہ ہوتا ہے بلکہ حفاظتی اقدامات نہ ہونے پر ٹبہ بدر شہر جو ایشیاء کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے اس کا زیر زمین پانی زہر آلود ہو چکا ہے۔ ہماری ایچ آرسی پی درخواست ہے کہ وہ ہماری مدد کرے۔

غلام اصغر بصارت سے محروم سوشل ویلفیئر کے اہلکار نے تمام ساتھیوں کو معذوری کی اقسام اور میڈیکل سرٹیفکیٹ کے حصول کا طریقہ کار بارے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ایک معذور شخص گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والی سہولتوں سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

ایک اور ساتھی شہزاد برکت مسیح نے فیصل محمود کو بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے ایم پی صاحبان کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملی گلیوں کو پختہ کرنے کے لیے اور سیوریج کے نظام کو بہتر کرنے کے لیے مگر ہماری اسلامی کالونی جہاں ہمارا گرجا بھی ہے اور گلی ناہموار ہونے کے ساتھ ساتھ پختہ بھی، اس پر توجہ دلانے کے باوجود کام نہیں ہوا۔ ایک اور ساتھی مہر اکمل بھیل نے بتایا کہ یزمان کے چک نمبر ڈی این بی 40 میں ہماری برادری کے لیے حکومت نے 1970 میں ایک ایکڑ مختص کیا تھا مگر ہمیں 2018 میں معلوم ہوا تو ہم نے متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا اور قانونی کارروائی کی مگر اب ہمیں کہا گیا ہے کہ آپ وفاقی حکومت سے رابطہ کریں۔

عرفان شاہین وعبدالکریم طاہر نے شکوہ کیا کہ ان کے فارم عرصہ دراز سے ایچ آرسی پی کے پاس ہیں مگر ابھی تک ہمیں کارڈ نہیں ملے اور نہ وجہ بتائی جاتی ہے۔

متحرک ساتھیوں نے فیصل محمود سے مطالبہ کیا کہ آئندہ بھی اس طرح کے اجلاس بہاولپور میں رکھے جائیں تاکہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف منظم ہو سکیں۔

فرینکفرٹ میں میلہ: پاکستان پھر نظر نہیں آیا؟

امینہ سید

رواں سال 20 سے 24 اکتوبر تک جاری رہنے والا فرینک فرٹ کتاب میلہ (ایف بی ایف) عالمی وبا کے بعد منعقدہ پہلا سب سے بڑا فزیکل کتاب میلہ تھا لہٰذا میلے کے شرکا بشمول ناشرین، مصنفین اور عام قارئین مسرت سے سرشار تھے۔

اگرچہ لوگوں کی تعداد کم تھی لیکن شرکا کے خیال میں میلے میں ان کی شمولیت بہت اہمیت کی حامل تھی۔ ناشرین کی تعداد معمول کی تعداد کا ایک چوتھائی تھی لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ شرکا ان سے با آسانی بے تکلفانہ ملاقاتیں کرتے اور معنی خیز مباحثوں میں مصروف رہے۔ وہاں آنے والے ایک شخص کے بقول 'مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب میلہ پہلے کی طرح نہیں تھا۔ ہم کھل کر سانس لے سکتے ہیں'۔

اس میلے میں 105 ممالک سے تعلق رکھنے والے کتابی کاروبار یا تجارت سے منسلک 36 ہزار افراد جبکہ 85 ممالک سے آئے 37 ہزار کتب بینی کے شوقین خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں، 80 ممالک کی 2 ہزار کمپنیوں اور 39 ممالک کے ساڑھے 3 ہزار میڈیا نمائندگان بھی موجود تھے۔ ہالز وسیع وعریض تھے اور کشادہ اسٹینڈز کا انتظام کیا گیا تھا تاکہ ہجوم نہ بنے۔ میلے میں داخلے سے قبل شرکا کے ویکسینیشن سرٹیفکیٹ کو باریکی سے چیک کیا جاتا رہا۔ میلے کا عمومی نظم وضبط مثالی صفائی ستھرائی کا نظام مثالی تھا۔

عالمی اشاعتی اور موادی صنعت میں رہنما تجارتی میلے کی حیثیت رکھنے کے ناطے ایف بی ایف نے وہاں موجود لوگ اور بذریعہ انٹرنیٹ شامل افراد کے لیے بہت سے آپشنز رکھے تھے۔ خود چل کر میلے کا رخ کرنے اور ڈیجیٹل اور ہائبرڈ طریقوں سے میلے میں شامل ہونے پر شرکا متعدد پروگراموں میں سے اپنے من پسند پروگرام منتخب کرسکتے تھے۔ شہر میں کئی دیگر تقاریب کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

ہر سال فرینک فرٹ کسی نہ کسی ملک یا خطے کو اپنا اعزازی مہمان چنتا ہے۔ اس سال واحد تکثیریت (Singular plurality) کے نعرے کے ساتھ یہ مہمان کینیڈا بنا۔ اعزازی مہمان کو اپنے ادب، فنون، موسیقی، فلم اور تھیٹر پر مبنی پروگراموں کے ذریعے اپنی ادبی، ثقافتی اور سماجی زندگی کو اجاگر کرنے کے لیے خاص موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

کینیڈا کے پاس نہ صرف ناشرین کی کثیر تعداد ہے بلکہ تواضع کے لیے ایسے زبردست مقام بھی ہیں جہاں بہترین کافی کے ساتھ ساتھ کینیڈین ادب کو انگریزی، فرانسیسی اور دیگر زبانوں میں سنا اور پڑھا جاسکتا ہے۔

ایف بی ایف کی تاریخ میں پہلی بار شرکا کو دونوں آپشن دیے گئے، یعنی چاہیں تو وہاں جاکر شرکت کی جائے یا پھر ورچول طریقے سے۔ کینیڈا کے گورنر جنرل نے کینیڈین ناشروں، مصنفوں، خاکہ نگاروں، اداکاروں اور فنکاروں کے ایک کثیر وفد کی سربراہی کی جبکہ 380 سے زائد کینیڈین مصنفین کی تصانیف اور کینیڈا سے متعلق لکھی گئی کتابوں کی رونمائی کی گئی۔ کیوبیک اور سسکیچوین سے تعلق رکھنے والے شعرا اور لکھاریوں نے فرسٹ نیشنز آف کینیڈا کی خوب نمائندگی بھی کی۔

جرمن حکومت کے Neustart Kultur پروگرام کے تعاون سے حاضرین کے سامنے براہِ راست اوپن بکس نامی ملک گیر مطالعاتی میلہ منعقد کیا گیا۔ مختلف ممالک کے ناشرین نے اپنی تازہ ترین افسانوی وغیر افسانوی تصانیف کو پیش کیا جبکہ اوپن بکس کڈز میں بچوں کی تازہ اور نئی کتابیں متعارف کروائی گئیں۔

البتہ یہ میلہ تنازع سے محفوظ نہ رہ سکا کیونکہ 4 لکھاریوں نے انتہائی دائیں بازو کے ناشرین کی موجودگی کے باعث میلے کو خود سے محروم کردیا۔ جرمن لکھاری اور سرگرم کارکن جسمینا کوہنک کو اپنے پہلے ناول بلیک ہارٹ کی تشہیر کرنا تھی لیکن جب انہیں پتا چلا کہ کتاب میلے میں انتہائی دائیں بازو کی کتابوں کی تشہیر کی جارہی ہے تب انہوں نے اپنی شرکت منسوخ کردی۔ ان کی عدم شرکت کا سن کر مزید 3 مصنفین نے بھی شرکت سے انکار کردیا اور فرینک فرٹ میں قائم این فرینک ایجوکیشنل سینٹر نامی سیاسی تعلیم کی ایک تنظیم نے بھی کوہنک سے یکجہتی کا اظہار کیا۔

ایف بی ایف کے ڈائریکٹر یورگین بوس سے جب اس حوالے سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ 'جب تک کوئی بنیادی قوانین کی خلاف ورزی نہیں کرتا تب تک ہم سیاسی طور پر شدید نظریات رکھنے والے شرکا کو روکنے کے مجاز نہیں ہیں۔ مجھے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ سارے خود پر ہی ضرورت سے زیادہ توجہ دیے ہوئے ہیں۔ جب میں نے میلے کے شیڈول یا پروگرام کی فہرست کا جائزہ لیا تب مجھے کہیں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ٹکرایا جو ایسے کسی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو'۔

Frankfurter Buchmesse اور جرمن

انجمن برائے ناشرین وکتب فروشین نے اپنے جاری کردہ مشترکہ بیان میں لکھاریوں کی منسوخی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مصنفین کی وہ آوازیں جو نسل پرستی کے خلاف بولتیں اور تکثیریت کی حمایت کرتی ہیں، اور جنہوں نے میلے میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، ان کی کمی محسوس کی جائے گی۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ 'ہمارے نزدیک اظہار اور اشاعت کی آزادی کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ ہماری جمہوریت میں آزادانہ خیالات کے تبادلے اور کتاب میلے کے انعقاد کی یہی تو بنیادیں ہیں'۔

چند سال قبل اس کتاب میلے کا اعزازی مہمان بھارت تھا اور اس نے نہ صرف ایف بی ایف بلکہ پورے جرمنی میں اپنے اعلیٰ پائے کے مصنفین (ماسوائے اروندھتی رائے کے!) اور اپنے مطالعاتی میلوں، موسیقی، رقص، تھیٹر، فلم اسکریننگ اور مختلف نمائشوں کے پروگرام منعقد کرکے اپنا گہرا تاثر چھوڑا۔

اس سال میں نے بھی کتاب میلے میں شرکت کی تھی اور پوری شدت سے یہ محسوس کیا کہ مستقبل میں پاکستان کو اعزازی مہمان ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے جب میں نے ایف بی ایف حکام سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ اگر پاکستانی حکومت مصنفین، خاکہ نگاروں، ڈیزائنروں، شعراء، ناشرین، فنکاروں اور اداکاروں کو بھیجنے اور ثقافتی اور ادبی پروگرامات کے انعقاد کی پیش کش کرتا ہے تب ہی یہ ممکن ہوسکتا ہے۔

ہمارے کئی ماہرین تعلیم، شعرا اور لکھاری جرمنی میں مقیم ہیں جو اس حوالے سے ہماری معاونت کرسکتے ہیں اور ہماری حکومت اور جرمنی میں تعینات ہمارے سفیر کو یہ سلسلہ آگے

بڑھاتے ہوئے میلے کے منتظمین سے رجوع کرنا چاہیے۔

ایف بی ایف کا اعزازی مہمان بننے سے ہمیں اپنے ادب، سماج اور ثقافت کو عالمی پیمانے پر اجاگر کرنے اور پاکستان کی اعلیٰ ساکھ کو فروغ دینے کا زبردست موقع ملے گا۔

اس مقصد کے لیے ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے ساؤتھ ایشیا انسٹیٹیوٹ میں حکومتِ پاکستان کی تعاون یافتہ علامہ اقبال پروفیشنل فیلوشپ کی صورت میں پہلے ہی وہاں ایک مرکز قائم ہے۔ پاکستان کو اپنے خصوصی تعلقات کا بھرپور انداز میں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اقبال اپنی پی ایچ ڈی مقالے کے لیے ہائیڈل برگ میں 6 ماہ تک مقیم رہے تھے۔ انہوں نے اپنی ایک نظم 'ایک شام دریائے نیکر ہائیڈل برگ کے کنارے' وہیں لکھی تھیں۔ وہاں ایک سڑک ان کے نام سے منسوب ہے اور ان کی نظم کو جرمن زبان میں ایک کتبے پر لکھ کر شہر کے ایک پارک میں نصب کیا گیا ہے۔ ادبی اور علمی مرکز ہونے کے ناطے ہائیڈل برگ نے اقبال کو بہت ہی زیادہ متاثر کیا اور انہوں نے اپنے خط میں اس شہر میں اپنے قیام کو 'ایک خوبصورت خواب' سے تعبیر کیا تھا۔

جرمنی سے ہمارے دوسرے مضبوط تعلق کا سبب عظیم جرمن مستشرق دانشور آنہ ماری شیمل ہیں جن کے نام سے لاہور کی ایک سڑک منسوب ہے۔

بدقسمتی سے جہاں بھارت، بنگلہ دیش اور کئی دیگر ممالک کی حکومتوں نے ایف بی ایف 2021ء میں اپنے ناشروں اور لکھاریوں کو فروغ دینے کے لیے بڑے بڑے قومی اسٹینڈ قائم کیے تھے وہیں پاکستان اپنی غیر موجودگی کے باعث نمایاں رہا۔

یقیناً اعزازی مہمان بننا آسان نہیں اور اس کے لیے کم از کم 50 مصنفین کو بھیجنا پڑتا ہے اور کتاب میلے کے دوران اور اس کے بعد بھی سیکڑوں ثقافتی پروگرامات منعقد کرنے ہوتے ہیں لیکن حکومت کم از کم میلے میں قومی اسٹینڈ تو قائم کر سکتی تھی۔ فرینک فرٹ بین الاقوامی تعلقات بڑھانے اور ہمارے ورثے کے فروغ کے لیے ایک قوی پلیٹ فارم ہے اس لیے ہر سال وہاں پاکستان کی بھرپور انداز میں موجودگی بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔

ماضی میں جب کبھی بھی بولونیا بچوں کا کتاب میلہ، لندن کتاب میلہ، پیرس کتاب میلہ، شارجہ اور ابوظہبی کتاب میلوں کا رخ کیا تو پاکستان کو باضابطہ طور پر غیر موجود پایا اور آزادانہ حیثیت میں آنے والا کوئی ایک آدھ ہی ناشر دیکھنے کو ملتا۔ 2012ء میں شارجہ کتاب میلے میں پہلی اور آخری بار میں نے پاکستان کی موجودگی کو بہتر انداز میں محسوس کیا کہ جب خوش قسمتی سے پاکستان کو اعزازی ملک کا شرف بخشا گیا اور شارجہ بک اتھارٹی نے ہمارے ناشرین کو اپنا تعاون پیش کیا تھا۔

بین الاقوامی کتاب میلے ثقافتی سفارت کے لیے بہترین پلیٹ فارم ثابت ہوسکتے ہیں اور ہمیں ان میں بھرپور انداز میں شرکت کرنی چاہیے اور لوگوں کی دلچسپی کا باعث بننے والے ہمارے بہت سے ادبی، سماجی و ثقافتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے کثیر الاقسام پرگروامات منعقد کرنے چاہئیں۔

ہمیں اپنے متنوع اور باصلاحیت لکھاریوں، اداکاروں اور فنکاروں کے ذریعے دنیا کو مضبوط پیغام دینے اور بین الاقوامی کتاب میلوں میں دنیا بھر سے شرکت کرنے والے بہت سارے خواندہ اور بااثر خواتین وحضرات پر اپنے قیمتی ادبی اور ثقافتی ورثے کو اجاگر کرنے کے لیے پُرکشش پروگرامات کا انعقاد کرنا ہوگا۔

(لکھاری ستارہ امتیاز اور آرڈر آف دی برٹش ایمپائر حاصل کر چکی ہیں، آپ کراچی اور اسلام آباد لٹریچر فیسٹیول کی بانی ہیں، آپ عرب فیسٹیول کی بانی اور ڈائریکٹر بھی ہیں)

بجلی کی بندش کے خلاف احتجاج

خیبر ضلع خیبر کی تحصیل جمرود تختہ بیگ چیک پوسٹ کے مقام پر برشاہ کس جبہ روڈ کے مکینوں کا بجلی بندش کے خلاف احتجاجی مظاہرہ، پاک افغان شاہراہ مکمل بند 24 گھنٹے کے اندر بجلی ٹھیک نہیں کی گئی تو کل باب خیبر کے مقام پر دھرنا ہوگا۔ مظاہرین کے مطابق سور کمر 2 بجلی لائن میں بجلی سپلائی گزشتہ 10 روز سے بند ہیں جسکی بناء علاقہ مکین مشکلات کے شکار ہو چکے ہیں، مظاہرین کا کہنا تھا کہ کاغذات میں ہمارے آوے کی بجلی 6 گھنٹے ہیں جبکہ جمرود گریڈ اسٹیشن سے 24 گھنٹوں میں صرف 1 گھنٹہ بجلی سپلائی ہورہی ہے اور وہ بھی ہر دومنٹ بعد چلی جاتی ہے آج کل کے دور میں بھی ہم صاف پانی کیلئے ترس رہے ہیں جو کہ باعث شرم ہے ایس ایچ او جمرود اکبر آفریدی نے مظاہرین سے مذاکرات کئے اور اور مظاہرین نے اپنا احتجاج اس بات پر ختم کر دیا، کہ اگر 24 گھنٹے میں بجلی بحال اور دورانیہ 6 گھنٹے نا کیا تو کل دوبارہ باب خیبر کے مقام پر پاک افغان شاہرا کو ہر قسم ٹریفک کیلئے بند کیا جائیگا جن کی تمام تر زمہ داری مقامی پولیس اور واپڈا کے اہلکاروں پر ہوگی۔

(مسعود شاہ)

بنیادی سہولیات کے فقدان کے خلاف احتجاج

سانگھڑ سانگھڑ ڈیموکریٹک الائنس کی جانب سے سول اسپتال سانگھڑ میں سہولیات کے فقدان کے خلاف پریس کلب سانگھڑ کے سامنے احتجاجی دھرنا۔ سانگھڑ، سول اسپتال سانگھڑ میں بنیادی سہولیات نہ ہونے کے باعث اسپتال ریفرسینٹر کا کام کررہا ہے۔ سانگھڑ، این آئی سی وی ڈی دل کے واڈ کی اشد ضرورت ہے جس کے باعث دوسرے شہر جانا پڑتا ہے۔ سانگھڑ، سول اسپتال سانگھڑ کو اپ گریڈ کرکے یونیورسٹی دی جائے۔ او جی ڈی سی ایل کی جانب سے ایک ایمبولینس دی گئی لیکن وہ بھی سیاسی عمل دخل کی وجہ سے دوسرے شہر منتقل کر دی گئی۔ پہلے ہی سول اسپتال سانگھڑ ریفرسینٹر کا کام کررہا تھا لیکن اب ایمبولینس کو بھی ریفر کر دیا گیا جس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ سندھ گورنمنٹ کی جانب سے سول اسپتال سانگھڑ میں ابھی تک اسپشلسٹ ڈاکٹر کے نہ ہونے کے باعث کی واڈ ابھی تک بند ہیں۔ شرکاء کی جانب سے اسپتال میں سہولیات دو ایمبولینس دو کے بلند نعرے بازی کی گئی۔

(ابراہیم خلجی)

کریمہ بلوچ کی پہلی برسی

ان کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم

21 دسمبر 2021 کی صبح 11 بجے کریمہ بلوچ کی پہلی برسی کے سلسلے میں پریس کلب تربت سے بلوچ یکجہتی کمیٹی کے زیر اہتمام ایک پُر امن ریلی نکالی گئی جس میں HRCP ریجنل آفس تربت مکران کی ٹیم سمیت مختلف تنظیموں اور طبقات کے لوگ اور اسٹوڈنٹس شامل تھے۔ یہ ریلی پریس کلب تربت سے شروع ہوئی اور سٹی تھانہ تربت کے سامنے سے ہوکر فدا شہید چوک پہنچی اور وہاں پر جلسے کی شکل اختیار کرگئی۔

مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے معروف ادیب، دانشور اور HRCP ریجنل آفس تربت مکران کے کوآرڈینیٹر غنی پرواز، BSO کے مرکزی کمیٹی کے رکن کریم شمبئے، سہیلہ بلوچ، خلیفہ برکت، سہتی بلوچ اور دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کریمہ بلوچ ایک اچھی ادیبہ، قوم پرست، وطن دوست، انسانی حقوق کی علمبردار، سیاسی رہنما اور بی ایس او آزاد کی چیئر پرسن تھیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک محنتی طالبہ تھیں۔ کالج کی نسابی سرگرمیوں میں ان کی کارکردگی نمایاں رہا کرتی تھی، جبکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں اور خصوصاً تقریری اور تحریری مقابلوں میں پوزیشنیں لیتی تھیں۔ مقررین نے مزید کہا کہ کریمہ بلوچ نے بی ایس او آزاد کی کمان اس وقت سنبھالی جب بی ایس او کے چیرمین زاہد بلوچ کو جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ کر دیا گیا تھا۔ باہمت لیڈر نے تنظیم کی قیادت سنبھالی اور بی ایس او آزاد کو اپنی بہترین روایات کے مطابق آگے بڑھایا۔ وہ جدوجہد کی علامت اور ایک روشن مینار تھیں جو بھٹکے ہوئے اور مایوس لوگوں کو راہ دکھاتی رہی۔ انہوں نے کہا کہ جو جدوجہد کریمہ بلوچ نے شروع کی تھی آج اس کے کاروان کے ہمسفر بڑھ چکے ہیں۔ بلوچ خواتین کریمہ کی تقلید کرتے ہوئے جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مقررین نے کہا کہ جب کریمہ پر مقدمہ کیا گیا تو انہیں کہیں جا کر چھپ جانے کا مشورہ دیا گیا لیکن انہوں نے مادرِ وطن سے دغا کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ کولواہ سے لیکر کیچ تک اور کوئٹہ سے لیکر کراچی تک جدوجہد میں ان کے نقش کف پا موجود ہیں۔ بعض سازشی عناصر نے ان سے خوفزدہ ہوکر انہیں جلاوطنی میں سازشی انداز میں شہید کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مزاحمت کی علامت ہیں۔ جس پر ہم آج ان کی جدوجہد کو خراج پیش کرنے، انہیں یاد کرنے، ان کے بارے میں دنیا کو بتانے اور ان کے قاتلوں پر غم و غصے کا اظہار کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ فلسطینیوں کے لئے لیلیٰ خالد اور ہمارے لئے کریمہ بلوچ مثالیں بن چکی ہیں۔ ہم ریاستی غلام ہیں اور غلاموں کو سمجھنا ہوگا کہ حکام ہمیں آسانی سے حقوق نہیں دیں گے۔ ہمیں حقوق حاصل کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرنی ہوگی۔ یہ ان سے عقیدت اور والہانہ محبت ہے کہ آج بلوچ اپنی بچیوں کے نام کریمہ بلوچ کے نام پر رکھ رہے ہیں۔ وہ بی ایس او آزاد کی ان چند قائدین میں سے تھیں جنہوں نے پورے بلوچستان کا دورہ کیا اور برق رفتاری سے جدوجہد کی۔ BBC کے ایک عالمی سروے کے مطابق کریمہ بلوچ 2016 کی 100 بااثر ترین خواتین کی فہرست میں شامل تھیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کریمہ بلوچ نے فرسودہ روایت کو اپنی جدوجہد میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ وہ جدوجہد کی ایک لاثانی علامت اور ایک ناقابلِ فراموش رہنما تھیں۔ ان کی مسلسل جدوجہد کی بدولت وہ بلوچ قوم کی ہیرو بن گئیں۔ تاہم بعض طاقتوں نے انہیں اپنے لئے خطرہ اور ناقابلِ برداشت سمجھ کر انہیں طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کیا جس پر مجبور ہوکر انہیں جلاوطن ہونا پڑا۔ انہوں نے جلاوطنی میں بھی لاپتہ بلوچوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی۔ کریمہ بلوچ کو کینیڈا میں بھی زندگی کے خاتمے کی دھمکیاں دی گئیں، اور پھر انہیں پُراسرار طور پر شہید بھی کر دیا گیا۔ جب ان کا جسدِ خاکی ملک میں آیا تو ان کے جنازے اور کفن دفن کے خلاف مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے گئے اور طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کی گئیں تاکہ عوام کو ان کے جنازہ اور کفن دفن کی سرگرمیوں میں شمولیت سے روکا جاسکے، اور اس طرح ان کی میت نے بھی ریاستی اداروں کو خوفزدہ کر دیا تھا۔

وہ ایک حقیقی لیڈر، واضح وژن کی مالک اور انسانی حقوق کی علمبردار تھیں۔ ان کی قربانی رائگاں نہیں جائے گی بلکہ جدوجہد کو تقویت پہنچائے گی۔ (اسداللہ بلوچ)

پاکستان کی سپریم کورٹ میں پہلی بار ایک خاتون جج جسٹس عائشہ اے ملک نے اپنے عہدے کا حلف اٹھالیا ہے

اسلام آباد حلف برداری کی یہ تقریب وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں پیر کو سپریم کورٹ کی عمارت کے ہال میں ہوئی جہاں چیف جسٹس گلزار احمد نے جسٹس عائشہ ملک سے حلف لیا۔ اس موقع پر سپریم کورٹ کے ججز اور اعلیٰ حکومتی عہدیدار موجود تھے۔

خیال رہے کہ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جسٹس عائشہ ملک کی سپریم کورٹ میں تعیناتی کی سفارش کے بعد پارلیمانی کمیٹی کی جانب سے گذشتہ دنوں اِس کی منظوری دی گئی تھی۔ 55 سالہ جسٹس عائشہ اے ملک 2012 سے لاہور ہائی کورٹ میں جج تعینات تھیں۔ وہ آئینی، بینکنگ، ٹیکس اور انسانی حقوق کے امور پر دسترس رکھتی ہیں۔

گذشتہ برس بھی جسٹس عائشہ ملک کا نام تجویز ہوا تھا تاہم جوڈیشل کمیشن کے اجلاس میں جوڈیشل کمیشن کے ارکان کے چار چار ووٹ برابر ہونے کی وجہ سے اُن کی تعیناتی ممکن نہیں ہوسکی تھی۔

پاکستان بار کونسل سمیت ملک بھر کی وکلا تنظیموں کا ایک دھڑا جسٹس عائشہ ملک کی بطور سپریم کورٹ جج نامزدگی کو 'سینیارٹی کے اصول کی خلاف ورزی' قرار دیتے ہوئے اس تجویز کی مخالفت کر رہا تھا جبکہ خواتین وکلا کی تنظیم نے مؤقف اپنایا تھا کہ سپریم کورٹ میں سینیارٹی کی بنیاد پر ججوں کی تعیناتی ابھی تک ایک معمہ ہے اور اس حوالے سے نہ تو ملکی آئین میں لکھا گیا ہے کہ سینیارٹی کو مدنظر رکھا جائے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی قانونی رکاوٹ ہے۔

جسٹس عائشہ اے ملک تین جون 1966 میں پیدا ہوئیں۔ انھوں نے امریکہ میں ہاورڈ لا سکول سمیت پاکستان اور بیرون ملک سے تعلیم حاصل کی۔ وہ سابق چیف الیکشن کمشنر اور نامور قانون دان جسٹس ریٹائرڈ فخرالدین جی ابراہیم کی ایسوسی ایٹ رہیں اور لگ بھگ چار برس تک یعنی 1997 سے لے کر 2001 تک ان کے ساتھ بطور معاون کام کیا۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

دونو جوان، گھریلو تنازعہ پر خاتون قتل

وانا جنوبی وزیرستان کے علاقے برمل میں غیرت کے نام پر 2 نوجوانوں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا جبکہ بدبخت بیٹوں نے اپنی والدہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دوسرا واقعہ وچہ خوڑہ میں پیش آیا جہاں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک شخص زخمی ہوگیا جسے طبی امداد کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے، پولیس نے الگ الگ مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق گزشتہ روز تحصیل برمل اعظم ورسک میں غیرت کی نام پر خیال گل نے فائرنگ کر کے عمر خان اور یوسف نامی نوجوانوں کو قتل کر دیا۔ دوسری جانب بدبخت بیٹوں نے اپنی ماں کو ابدی نیند سلا دیا۔ اس کے علاوہ علاقہ وچہ خوڑہ گرگرہ میں نامعلوم افراد نے اپنے گھر کے سامنے نور نامی نوجوان پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہوگیا جسے طبی امداد کے لئے شیخ فاطمہ ہسپتال شولام منتقل کر دیا گیا جس کی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔

(مسعود شاہ)

پولیس کی مبینہ فائرنگ سے نوجوان ہلاک

باڑہ خیبر باڑہ سیاسی اتحاد کے صدر شاہ فیصل آفریدی اور جنرل سیکرٹری زاہداللہ آفریدی نے اخباری بیان جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ خیبر پولیس کی مبینہ فائرنگ سے ایک نوجوان شہید جبکہ دوسرا ساتھی زخمی ہوگیا ہے لیکن تاحال ڈی پی او خیبر خاموش ہے۔ یہ کوئی نیا اور پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر رات ضلع خیبر باڑہ پولیس شلوبر، سپاہ، ملک دین خیل اور دیگر علاقوں میں رات کے اندھیرے میں غیر قانونی ناکے لگاتے دکھائی دیتی ہے حالانکہ پولیس قانون کے مطابق ناکہ لگانے کیلئے باقاعدگی سے روزنامچہ میں رپورٹ درج کی جاتی ہے جبکہ واپسی میں کارروائی اور نفری کا ذکر کرتے ہوئے دوبارہ درج کی جاتی ہے لیکن بدقسمتی سے یہاں پولیس قانون کو نظرانداز کر کے اور خودساختہ قانون لاگو کر کے من مانی کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ غیر قانونی ناکے لگانے کا سلسلہ جاری رہا تو محکمہ پولیس اور عوام کے درمیان بہت بڑا خلا پیدا ہوگا اور عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا۔ پھر نقصان کی ذمہ داری انتظامیہ اور پولیس ذمہ داران پر عائد ہوگی۔ ان کا کہنا تھا کہ باڑہ سیاسی اتحاد ان جیسے واقعات کی مذمت اور ملوث اہلکاروں کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ دوسری جانب خیبر پولیس کے ذرائع نے بتایا کہ لواحقین نے ابھی تک کسی کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں کی ہے جبکہ پولیس نے اپنی مدعیت میں نامعلوم افراد کے خلاف روزنامچہ درج کیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اس واقعہ میں کوئی بھی ملزم نامزد قرار دیا گیا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(مسعود شاہ)

ایک لاکھ افراد 25 کلومیٹر دور ویکسین لگوانے پر مجبور

شمالی وزیرستان ملک محمود کا کہنا ہے کہ علاقے میں اب تک بہت کم لوگ ویکسینیٹ ہوئے ہیں اور اس کی بڑی وجہ سے یہ ہے کہ گاؤں میں نہ کوئی صحت کا مرکز ہے اور نہ ویکسین کا کوئی دوسرا ذریعہ۔ علاقے میں جتنے مالدار لوگ ہیں انہوں نے بنوں میں جا کر ویکسین لگوائی ہیں مگر یہاں پر زیادہ تر غریب لوگ رہتے ہیں جن کی بنوں جانے کی استطاعت نہیں ہوتی تو وہ ابھی تک ویکسینیٹڈ نہیں ہو سکے۔ جب بی ایچ یو خیسور کا دورہ کیا گیا تو وہاں پر ڈاکٹر تھا نہ محکمہ صحت کا کوئی دوسرا اہلکار البتہ وہاں پر کتوں نے ضرور ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔ ملک محمود کہتے ہیں کہ وہ آپریشن ردالفساد سے سخت متاثر ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کا کاروبار بھی متاثر ہوا ہے اور اب ان کی معاشی صورتحال خراب ہو چکی ہے، ''اوپر سے یہاں پر ہسپتال بھی نہیں ہے اگر بی ایچ یو کی بلڈنگ ہے بھی تو اس کے ڈاکٹرز بنوں اور میران شاہ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ملک نے بتایا "جب سے کورونا وائرس پھیلا ہے، ویکسین تو چھوڑیں ڈاکٹر کو بھی نہیں دیکھا ہے۔ ڈاکٹرز ہوں گے تو ویکسین آئے گی، ہمارا مطالبہ ہے کہ یہاں فوری طور پر ڈاکٹروں کے ساتھ ویکسین کا انتظام کیا جائے۔'' علاقے کے دیگر لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ ریڈیو پروگراموں کے ذریعے کورونا بیماری کے بارے میں علم رکھتے ہیں مگر لوگوں کی اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ ویکسین کیلئے کوئٹہ اور پشاور جائیں اور ویکسین لگوا آئیں۔ خیسور کے ایک اور رہائشی یحییٰ آفریدی کا کہنا تھا کہ یہاں پر بی ایچ یو ہے مگر اب تک کسی کو بھی ویکسین نہیں لگائی گئی کیونکہ ویکسین کا نظام موجود ہی نہیں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ خیسور کا علاقہ تقریباً ایک لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے اور عمائدین علاقہ چاہتے ہیں کہ انہیں ویکسین لگائی جائے اور اسی کیلئے اکثر لوگ 25 کلومیٹر دور جا کر میران شاہ میں ویکسین لگواتے ہیں۔ یحییٰ آفریدی نے کہا کہ اگر صوبائی حکومت صحت کی عدم سہولیات کا جائزہ لے کر یہاں پر سہولیات کا انتظام کرے تو ان کا مستقبل محفوظ ہو جائے گا۔ خیبر پختونخوا کے محکمہ صحت کے حکام قبائلی اضلاع میں کورونا ویکسین کے فقدان کی تصدیق کرتے ہیں جسے وہ سیکورٹی خدشات سے جوڑتے ہیں۔ محکمہ صحت خیبر پختونخوا کے ای پی آئی ڈائریکٹر ڈاکٹر عارف نے بتایا کہ سابق قبائلی علاقوں میں عوام تک ویکسین پہنچانے میں سب سے بڑا مسئلہ سیکورٹی کا ہے کیونکہ وہاں پر ماضی قریب میں مسلح افراد نے پولیو ڈیوٹی پر مامور سیکورٹی اہلکاروں کو نشانہ بنایا ہے جس کی وجہ سے ہم تھوڑا احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ ڈاکٹر عارف کے مطابق محکمہ صحت کے پاس تقریباً آٹھ قسم کی ویکسین وافر مقدار میں موجود ہیں اور وہ مختلف علاقوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔

(مسعود شاہ)

ٹیکسی ڈرائیور قتل لاش، برآمد

جمرود جمرود کے علاقہ سرکے میں عزیز الرحمٰن نامی ٹیکسی ڈرائیور کی لاش ویرانے سے ملی ہے۔ عزیز الرحمٰن کا تعلق چارسدہ سے ہے۔ ذرائع کے مطابق ٹیکسی ڈرائیور کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کرنے کے بعد لاش کو پہاڑوں میں پھینک دیا تھا۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ جمرود میں ایک دوسری کارروائی میں غنڈی روڈ پر فائرنگ ہوئی جس میں نبی ولد مصری خان کو زخمی کر دیا۔ پولیس نے مذکورہ جگہ پر ایک مشکوک شخص کو گرفتار کر لیا جس کے قبضے سے دو پسٹل برآمد ہوا۔ تاہم مشکوک شخص نے فائرنگ سے انکار کر دیا ہے جن سے مزید تفتیش کی جائے گی۔

(منظور آفریدی)

تربیتی ورکشاپ کا انعقاد

ملیر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کراچی چیپٹر نے گوٹھ الیاس، ملیر میں انسانی حقوق کے حوالے سے ایک تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ شرکاء سے ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کے شریک چیئر اسد بٹ اور کراچی چیپٹر کے وائس چیئر قاضی خضر نے خطاب کیا۔ شرکاء کو انسانی حقوق کے عالمی منشور کے ارتقاء، تاریخ اور نکات کے بارے میں بتایا گیا۔ نیز انہیں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے مشن اور سرگرمیوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا گیا۔

(نامہ نگار)

بچی کی شادی کو ناکام بنا دیا گیا

گلگت ٹنڈو محمد خان کی تحصیل ٹنڈو غلام حیدر کے نواحی گاؤں میر محمد لاشاری میں پولیس نے شادی کی تقریب میں چھاپہ مار کر 12 سالہ بچی امام زادی کی زبردستی شادی کی تقریب کو ناکام بنا دیا اور کارروائی کرتے ہوئے 45 سالہ دولہا اصغر بڈھو لاشاری اور بچی کے والد خان محمد لاشاری کو گرفتار کرلیا جب کہ نکاح خوان مولوی راشد علی فرار ہوگیا۔ ٹنڈو غلام حیدر پولیس اسٹیشن پر چائلڈ ایکٹ میرج کے دفعات کے مطابق مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ پولیس نے کارروائی کے دوران شامیانہ اکھاڑ دیا۔ مزید تفتیش جاری ہے۔

(محمد رمضان شورو)

سکول کی عمارت تعمیر کروائی جائے

ٹنڈو محمد خان ٹنڈو محمد خان میں گرلز پراونشل ہائی سکول کی عمارت کے تعمیراتی کام میں تاخیر کے باعث شہر کی 612 طالبات اپنی تعلیم چھوڑ کر گھروں تک محدود ہوگئی ہیں۔ سندھ حکومت کی عدم توجہ اور منتخب نمائندوں کی لاتعلقی کی وجہ سے سکول کی عمارت کا کام چار سال سے بند ہے۔ 1159 طالبات میں سے صرف 537 رہ گئی ہیں۔ خواتین کے ترقی کے دعویداروں کے لیے کھلا چیلنج ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی میں خواتین کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ تفصیلات کے مطابق سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان کے گورنمنٹ گرلز پراونشل ہائی سکول کا تعمیراتی کام شروع ہوا تو اس اسکول کی طالبات کو گرلز ہائی سکول 2 کی عمارت میں منتقل کر کے ایوننگ کلاس شروع کی گئی لیکن مختلف وجوہات اور دشواریوں کی وجہ سے پیدل جانے والی کثیر تعداد میں طالبات سکول جانے کے بجائے گھروں تک محدود ہوگئیں اور سکول جانا چھوڑ دیا۔ شہر کے اس قدیم اسکول کا سنگ بنیاد 21 مارچ 1965 میں حیدرآباد کے اس وقت کے ڈپٹی کمشنر سید علمدار رضا نے رکھا تھا جو آگے چل کر گرلز پراونشل ہائی سکول میں تبدیل ہوگیا اور مارچ 2017 میں اس قدیم اسکول کی عمارت کا تعمیراتی کام شروع ہوا تو اس وقت طالبات کی تعداد 1159 تھی لیکن تعمیراتی کام میں تاخیر کے باعث انرول طالبات میں اس وقت صرف 537 طالبات اسکول جارہی ہیں اور 612 طالبات مختلف وجوہات کی بنا پر اسکول جانے سے قاصر ہیں۔ 52 ٹیچنگ اسٹاف اور 12 نان ٹیچنگ اسٹاف ہونے کے باوجود اس اسکول کی عمارت کا تعمیراتی کام گزشتہ 4 سال سے بند پڑا ہے اور عمارت بھوت بنگلہ دکھائی دے رہا ہے۔

محمد رمضان شورو

لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کیلئے تاریخ میں پہلی بار آل خیبر گرینڈ جرگہ کا انعقاد

لنڈی کوتل لنڈی کوتل کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لئے معروف شاہ آفریدی نے آل خیبر گرینڈ جرگہ منعقد کیا، شرکاء نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مل کر کام کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ خیبر یوتھ فورم کے زیر اہتمام محمد نور کلے میں منعقدہ جرگہ میں مہمان خصوصی اے ڈی ای او پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ مثل خان، لنڈی کوتل تحصیل کے متوقع چیئرمین شاہ خالد شینواری، ممتاز شخصیت اور میڈیا کے نمائندہ یوسف جان، پیرا میڈیکس ایسوسی ایشن ضلع خیبر کے صدر مجیب آفریدی، خیبر یوتھ فورم عوامی آگاہی پروگرام کے سربراہ معروف آفریدی، آرمی پبلک سکول کے پرنسپل شاہ فیاض داوڑ، مفتی نور اکرم، زوان سدوخیل کے محراب آفریدی، نور الامین اور شاعر عبدالغفور سمیت مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر معروف شاہ آفریدی نے کہا کہ آیئے ہم سب مل کر لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دینے میں کردار ادا کریں۔ جرگہ سیشن میں ان نکات پر مبنی قرارداد پیش کی گئی۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کمیونٹی کو متحرک کرنا اور پرائمری سکولوں میں تدریسی سٹاف اور کمروں میں اضافہ کرنا ہے، اس کے ساتھ موجودہ پرائمری اسکولوں کی اپ گریڈیشن اور کمیونٹی بیسڈ سکولز قائم کرنے ہیں۔ اس موقع پر آل خیبر جرگہ سیشن سے شرکاء نے کہا کہ علم روشنی ہے، جہالت اندھیرا ہے ہم سب کو ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لئے ہر ایک کو کردار ادا کرنا چاہیے اور متعلقہ حکام و ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر زور دینا چاہیے کہ وہ گرلز اسکول میں سٹاف کی ڈیوٹی کو یقینی بنائیں اور دیر سے آنے والے یا غیر حاضر سٹاف کا سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ انہوں نے کہا کہ والدین کا کردار اس حوالے سے بہت اہم ہے، ہمیں سب سے پہلے اپنی بچیوں کو داخل کرنا چاہیے اور اس پر کڑی نظر رکھنا ہوگی کہ بچیاں کیسے تعلیم حاصل کرتی ہیں اور ممبران اسمبلی سمیت تمام ذمہ داران کو تعلیم نسواں کے لئے مؤثر انداز میں آواز اٹھانا ہوگی۔ شرکاء نے کہا کہ افسوس کا مقام ہے کہ اتنے اہم سیشن میں خواتین کی نشست پر منتخب ہونے والی ایم پی اے بصیرت بی بی نے شرکت نہیں کی اور ابھی تک بصیرت بی بی نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کچھ نہیں کیا، ابھی تک ایک سکول کا دورہ کیا اور نہ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے درپیش مسائل کے حل کے لئے آواز اٹھائی ہے جس کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اے ڈی ای او مثل خان نے کہا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کام کر رہا ہے، مختلف اسکولوں کی اپ گریڈیشن کی منظوری دی گئی ہے اور بہت جلد اس پر کام شروع کیا جائے گا، ''ہمیں اپنے آپ کو بیدار کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ وہ نہ ہوسکے، افغانستان میں بھی لڑکیوں کی تعلیم کو جاری رکھا جائے پردہ کے اندر لیکن تعلیم جاری رکھنا ان کا بنیادی حق ہے۔'' انہوں نے تمام شرکاء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے پروگرام کو دوام دینا چاہیے، لنڈی کوتل کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے گرینڈ جرگہ کا انعقاد کیا گیا ہے جس پر ہم خیبر یوتھ فورم بالخصوص معروف شاہ آفریدی کے شکرگزار ہیں۔ آخر میں خیبر یوتھ فورم کے صدر بخت علی شاہ آفریدی نے قرارداد پیش کی کہ ہر چوتھے پرائمری اسکول کو مڈل اسکول کا درجہ دیا جائے اور گرلز اسکول کے سٹاف میں اضافہ کیا جائے جبکہ کلر سٹاف کو بحال کیا جائے اور فیمیل اے ڈی او کو ہفتہ وار معائنہ کرنے کا پابند بنایا جائے۔ ضلع خیبر سے تعلق رکھنے والی خاتون صحافی اور سماجی کارکن جمائمہ آفریدی نے جرگہ کے انعقاد کو اہم قدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ قبائلیوں کے حوالے سے عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ بچیوں کی تعلیم کے مخالف ہیں حالانکہ ایسا ہے نہیں، اور اس کا بڑا ثبوت اس جرگے کا انعقاد ہے۔ ہر کسی کی خواہش ہے کہ اپنے بچے بچیوں کو تعلیم دلوائیں تاہم ادھر سہولیات ہیں نا مواقع، ''ادھر سکول ہیں نا کالجز، اور یونیورسٹی کی تو میں بات ہی نہیں کروں گی۔'' انہوں نے کہا کہ ادھر غربت بہت ہے اور ہر کوئی اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ شہر جا کر اپنی بچیوں کو تعلیم دلوائیں کیونکہ یہ لوگ دو وقت کی روٹی کے لئے محنت مزدوری کریں یا پھر اپنے بچے بچیوں کی تعلیم کی فکر؟ قریب قریب جو سکول ہوتے ہیں وہاں پرائمری تک بمشکل بچیاں تعلیم حاصل کرلیتی ہیں لیکن پھر سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ ادھورا چھوڑنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔

(مسعود شاہ)

ذہنی معذوری سے متاثر شخص کو مبینہ طور پر آگ لگا کر جلانے کا واقعہ

نواب شاہ تھانہ دوڑ کی حدود میں 28 سالہ مجذوب ضمیر زرداری کو گلی سے گزرنے پر مبینہ طور پر مشتعل افراد کی طرف سے آگ لگا کر جلائے جانے کے واقعہ سے متعلق ابہام کی صورت میں پولیس نے تحقیقات کا دائرہ بڑھا دیا ہے۔ جھلس کر زخمی ہونے والے ضمیر کی کراچی میں دوران علاج ہلاکت کے بعد اس کے بھائی نے واقعہ سے متعلق مبینہ الزام سے کہانی کا رخ موڑ دیا۔ ڈاکٹرز کے مطابق ضمیر کا جسم 70 سے 80 فیصد جھلس چکا تھا جس کے باعث اسے کراچی منتقل کیا گیا تھا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گیا۔ جھلس کر مرنے والے ضمیر کے بھائی صابر زرداری نے صحافیوں کو بتایا تھا کہ میرا بھائی مجذوب تھا کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ صابر زرداری کا الزام تھا کہ علاقہ کے بااثر عابد علی زرداری، امام علی زرداری، عامر علی زرداری نے مبینہ طور پر بھائی کو آگ لگا کر زندہ جلا دیا تاہم دوڑ پولیس نے اس الزام پر واقعہ کی تفتیش کی تو متوفی کے بھائی صابر نے ایک نئی کہانی بیان کر کے مبینہ طور پر جلانے کے الزام کو رد کر دیا جس پر پولیس نے تفتیش کا دائرہ بڑھا دیا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ دونوں فریقین کا تعلق ایک ہی برادری سے ہے اور ان کے مابین تنازعات کے نتیجے میں متوفی کو جلانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ مذکورہ کیس کی مختلف زاویوں سے تفتیش جاری ہے تاہم جن پر جلانے کا الزام عائد کیا گیا ہے وہ خود پولیس کے روبرو پیش ہو گئے ہیں۔ امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ مجذوب شخص کے جھلسنے کی وجہ موسمی ضرورت کے تحت جلائی گئی آگ بھی ہو سکتی ہے۔ مدعی کے متضاد بیان نے کہانی کا رخ موڑ دیا ہے جس پر پولیس نے مزید خدشات کے پیش نظر تفتیش کو مختلف زاویوں سے کرنے کیلئے قابل تفتیشی افسران کی ٹیم تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پولیس کا تفتیشی عمل جاری ہے۔

(آصف البشر)

شہری پینے کے پانی سے محروم

اورکزئی سنٹرل اورکزئی کے گاؤں عمرزئی کے لوگ دور جدید میں بھی پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ پانی کا چشمہ تو ہے مگر سٹوریج کیلئے واٹر ٹینکی نہ ہونے کی وجہ سے پانی ضائع ہو رہا ہے اور گاؤں تک نہیں پہنچتا۔ علاقہ عوام نے مجبوراً ایک چھوٹے پلاسٹک ڈرم میں درجنوں پانی کے چھوٹے پائپ لگائے ہیں مگر اس سے ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ علاقے کے لوگ بالٹیوں اور گدھوں کے ذریعے پانی لانے پر مجبور ہیں۔ میڈیا سروے کے دوران علاقہ عوام نے اپنے منتخب عوامی نمائندوں کیخلاف شکایات کے انبار لگاتے ہوئے کہا کہ اس جدید دور میں بھی ہمارا گاؤں عمرزئی پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔ علاقہ عوام نے مجبوراً اپنی مدد آپ کے تحت ایک پلاسٹک ڈرم میں پانی کے حصول کیلئے درجنوں پلاسٹک کے پائپ لگائے ہیں مگر اس سے ان کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ (مسعود شاہ)

بجلی لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج

لکی مروت لکی مروت میں بجلی اور گیس کی ناروا لوڈشیڈنگ کے خلاف خواتین نے احتجاج کیا ہے، انہوں نے اڈہ چوک میں دھرنا دے کر مین میانوالی روڈ بلاک کر دی۔ روڈ کی بندش سے گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگ گئیں، خواتین نے ہاتھوں میں پلے کارڈز بھی اٹھا رکھے تھے۔ خواتین کا کہنا تھا کہ لکی مروت شہر اس وقت شہر ناپرسان بن چکا ہے۔ بجلی اور گیس لکی مروت سے مکمل طور پر ختم کر دی گئی ہے۔ خواتین نے کہا کہ احتجاج کرنا مردوں کا کام ہے لیکن اگر انہوں نے چپ سادھ لی ہے تو خواتین کو مجبوراً گھروں سے نکلنا پڑا۔ دن اور رات میں چند گھنٹے بھی بجلی نہیں ہوتی، گھروں میں پانی تک ختم ہو گیا ہے، انہوں علاقے کے سیاسی رہنماؤں کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ علاقے کے مسائل کے حل کیلئے کوئی آواز نہیں اٹھاتے۔

(محمد طاہر شاہ)

غیرت کے نام پر ایک اور خاتون جاں بحق

نوشہرہ 2 دسمبر کو نوشہرہ کے علاقے مشل آباد میں جہانزیب نامی شخص نے غیرت کے نام پر اپنی 26 سالہ بیوی سیما کو اندھا دھند فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا، بیوی کو قتل کرنے کے بعد تھانہ میں گرفتاری دے دی۔ پولیس کے مطابق جہانزیب نے اپنے بیان میں اعتراف کیا۔ بعد ازاں تھانہ نوشہرہ کلاں میں مقدمہ درج کر کے کارروائی کا آغاز کر دیا گیا۔ (نامہ نگار)

نادرا دفتر کو فعال کرنے کا مطالبہ

متنی پشاور کے علاقے متنی میں نادرا کا دفتر موجود ہونے کے باوجود فعال نہ ہو سکا جس کی وجہ سے متنی کے شہری شناختی کارڈ بنانے کے لیے 32 کلومیٹر دور جانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ متنی کے عوام کا کہنا کہ نادرا نے دفتر بھی کرائے پر لیا ہے مگر اب حکام اسے فعال کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ متنی سے تعلق رکھنے والے ارشد جان نے نادرا دفتر کیلئے اپنا ایک گھر کرایہ پر دیا ہے۔ اس نے محکمے کی ہدایات کے مطابق دفتر میں تمام ضروری سہولیات فراہم کی تھیں۔ ارشد جان کے مطابق نادرا دفتر مکمل طور پر تیار ہے اور ضرورت کے مطابق تمام سامان موجود ہے۔ تاہم سٹاف نہ ہونے اور فعال نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے مکین دور دراز جا کر شناختی کارڈ بنوانے پر مجبور ہیں۔ ارشد نے بتایا کہ متنی کا علاقہ 6 ویلج یونین کونسلز پر مشتمل ہے جن میں تقریباً 32 ہزار افراد یہاں آباد ہیں۔ تاہم اس کے باوجود یہاں نادرا کی سہولت موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے مقامی باشندوں اور خاص طور پر خواتین کو بہت مشکلات درپیش ہیں۔ ارشد کا کہنا ہے کہ متنی میں نادرا آفس کی باقاعدہ منظوری ہو چکی ہے اور اسکے بعد نادرا اہلکاروں نے علاقے کا دورہ بھی کیا اور انکے ساتھ اس حوالے سے معاہدہ بھی ہوا ہے لیکن ابھی تک نادرا دفتر کو فعال نہیں کیا جا سکا۔ ان کا کہنا تھا کہ نادرا دفتر کی فعالی کے سلسلے میں وہ حیات آباد نادرا دفتر کے بھی چکر کاٹ چکے ہیں مگر تا حال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ انتظامیہ نے کہا تھا کہ دفتر کا فرنیچر تیار نہیں ہوا، جب وہ بن جائے گا تو عملہ بھی آجائے گا اور نادرا دفتر فعال ہو جائے گا لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا۔ مشکلات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بڈھ بیر کے علاقے میں نادرا کا دفتر موجود ہے لیکن وہاں شہریوں کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے اور کئی گھنٹے گزرنے کے باوجود بھی انکی باری نہیں آتی جس کی وجہ سے مرد اور خواتین مجبوراً 32 کلومیٹر دور جا کر پشاور ڈویژن میں اپنے شناختی کارڈ بنواتے ہیں۔ ارشد کے مطابق کچھ روز قبل ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں بھی ہزاروں لوگ اس وجہ سے ووٹ نہ ڈال سکے کیونکہ ان کے شناختی کارڈ نہیں تھے۔ کچھ لوگوں کے کارڈز بلاک ہو چکے ہیں جبکہ کچھ کے ایکسپائر ہو چکے ہیں۔ 'یہاں متنی میں ایک ویلج کونسل میں لگ بھگ 11 ہزار ووٹرز تھے لیکن وہاں پر صرف 1700 ووٹ پول ہو سکے کیونکہ زیادہ تر لوگوں کے کارڈز بلاک ہیں اور کچھ کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ قریب میں نادرا دفتر ہے نہیں جہاں وہ جا کر اپنے شناختی کارڈ بنوا سکیں'۔ دیہاتی اور قبائلی اضلاع میں دفاتر نہ ہونے کے برابر ہیں جس سے عوام کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نادرا ذرائع کا کہنا ہے کہ متنی یا دیگر دفاتر کھولنے کیلئے جگہ اور علاقے کا جائزہ لیا گیا ہے مگر ہیومن ریسورس اور آپریشن برانچز میں بیٹھے حکام ان کو زیر غور نہیں لاتے ورنہ یہ مسئلہ ایک ماہ کے اندر حل ہو سکتا ہے۔ متنی کے عوام نے عوام نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ انکے علاقے میں منظور شدہ نادرا آفس کو جلد از جلد فعال کیا جائے تا کہ لوگ اپنی دہلیز پر شناختی کارڈ بنوا سکیں۔

(نامہ نگار)

پاراچنار کی واحد لائبریری مسمار

پاراچنار پاراچنار کی مختلف تنظیموں کے سربراہان نے ضلعی انتظامیہ کی جانب سے پبلک لائبریری کی مسماری اور اس کی جگہ افسران کیلئے رہائش گاہ کی تعمیر کیخلاف احتجاج کیا اور حکام بالا سے فوری ایکشن لینے کا مطالبہ کیا۔ پریس کلب پاراچنار کے سامنے احتجاجی مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے صدائے مظلومین کے عہدیدار آغا مزمل حسین، شفیق مطہری، ٹیچرز ایسوسی ایشن کے عنایت بنگش، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کارکن صابر بنگش، پاکستان انقلابی پارٹی کے رہنما مجاہد طوری، پاکستان یوتھ موومنٹ کے رہنما میر افضل طوری، اے این پی کے رہنما نوشی بنگش، سماجی رہنما مظہر طوری، سید مفید حسین میاں اور دیگر رہنماؤں نے کہا کہ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے پاراچنار کی واحد لائبریری کو آباد کرنے کی بجائے اس کو مسمار کر کے وہاں مختلف محکمہ جات کے افسران کیلئے رہائش گاہ اور واش روم تعمیر کرنا ایک غیر منصفانہ اور علم دشمن اقدام ہے۔

انہوں نے کہا کہ معاشرے کی ترقی میں علم و فکر کا ہی دخل رہا ہے اور کتب خانے قوموں کے تخلیقی و تعمیری رجحانات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ضلعی انتظامیہ علم دشمن پالیسی پر گامزن ہو کر صدر مقام کی واحد اور تاریخی لائبریری کو رہائش گاہ میں تبدیل کرنے کی کوشش میں ہے جو وہ کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔ مظاہرین نے کہا کہ حسب وعدہ لائبریری کو دوبارہ فعال کر کے ڈیجیٹل سسٹم سے منسلک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے وہ عدالت سے بھی رجوع کر چکے ہیں اور جب تک ضلعی انتظامیہ اپنا فیصلہ واپس نہیں لیتی تب تک وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بعدازاں مظاہرین نے پریس کلب سے پبلک لائبریری تک واک کیا اور لائبریری کی مسماری کے خلاف نعرے بازی کی۔

واضح رہے کہ مذکورہ لائبریری کو 1982 میں اس وقت کے گورنر این ڈبلیو ایف پی لیفٹیننٹ جنرل (ر) فضل حق نے تعمیر کیا تھا اور 2007 کی بدامنی کے بعد لائبریری کی عمارت نگہداشت نہ ہونے کے باعث کھنڈرات میں تبدیل ہوگئی تھی بعدازاں پاک فوج نے لائبریری کی عمارت کی مرمت کر کے الماریاں اور کتابیں مہیا کیں اور ایک جدید طرز پر کمپیوٹر لیب بھی قائم کی تھا۔

(مسعود شاہ)

معذوریوں سے متاثر افراد کے حقوق کے تحفظ پر زور

گلگت کولیشن فار انکلوسیو پاکستان گلگت ریجن کا سولہواں ماہانہ اجلاس زیر صدارت ارشاد کاظمی ممبر سی آئی پی پاکستان منعقد ہوا جس میں کولیشن فار انکلوسیو پاکستان گلگت ریجن کے مادکزی عہدیدار راجہ نزاکت، جی بی ڈی ایف کے صدر دلدار علی قمر اور دیگر ممبران نے شرکت کی۔ ماہ جنوری کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور گلگت ۔ بلتستان کے مختلف محکموں میں آنے والی چار ہزار آسامیوں کے بارے گفت و شنید ہوئی اس موقع پر اس بات کا سخت تشویش کا اظہار کیا گیا۔ حالیہ آسامیوں میں معذوریوں سے متاثر افراد کے تین فیصد کوٹہ کو نظر انداز کیا گیا ہے اس موقع پر اجلاس میں وزیر اعلیٰ اور دیگر سرکاری اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ معذوریوں سے متاثر افراد کو دیوار سے لگانے کا سلسلہ ختم کیا جائے اور ان کے لیے مختص تین فیصد کوٹہ پر عملدرآمد کیا جائے۔ یاد رہے کہ اس سلسلے میں عدالت عالیہ نے واضح فیصلہ دیا ہے۔ اجلاس میں مختلف وزراء سے ملاقاتیں اور مختلف محکموں کے سربراہان سے ملاقات کو حتمی شکل دی گئی۔

(ارشاد کاظمی)

طالبہ کی خودکشی کا معاملہ

نوابشاہ سیتا روڈ شہر کی مکین، پیپلز میڈیکل کالج نوابشاہ کی طالبہ عصمت دختر خالد جمیل طُور راجپوت کا اپنے گھر میں خودکشی کرنے کا معاملہ رپورٹ ہوا تھا۔ واقعے کی اطلاع پر مقامی پولیس نے فوراً جائے وقوعہ پہنچ کر لڑکی کی نعش کو ہسپتال منتقل کیا اور جائے واردات کو سیل کیا گیا۔ ضروری کاروائی اور پوسٹ مارٹم کروانے کے بعد نعش کو ورثاء کے حوالے کیا گیا۔ دوسری جانب واقعے کا ایس ایس پی دادو اعجاز احمد شیخ نے بھی فوری نوٹس لیتے ہوئے ڈی ایس پی کے این شاہ کی سربراہی میں خصوصی تحقیقاتی ٹیم تشکیل دے کر ٹیم کو جائے وقوعہ کی طرف روانہ کیا۔ تحقیقاتی ٹیم نے مقامی پولیس کے ہمراہ جائے وقوعہ کا معائنہ کیا اور شواہد اکھٹے کیے۔ پولیس کو متوفیہ کا لکھا خودکشی نوٹ ملا۔ پولیس نے واقعے میں استعمال ہونے والی شارٹ گن اور متوفیہ کا خط تحویل میں لیا اور اس کے علاوہ لڑکی کے زیرِ استعمال ڈائری اور موبائل فون وغیرہ بھی جانچ کیلئے قبضہ میں لیے۔ پولیس نے متوفی لڑکی کے بھائی نادر علی کی مدعیت میں قتلِ شبہ العمد کا مقدمہ ایف آئی آر نمبر 3 / 2022 بجرم زیرِ دفعہ 316، 34 ت-پ کے تحت ملزم شمن سولنگی اور اس کی بیوی نسیمہ سمیت دو نامعلوم ملزمان کے خلاف درج کیا ہے۔ ایف آئی آر کے مطابق ملزم شمن سولنگی و دیگر نے متوفیہ کو بلیک میل کر کے شدید ذہنی دباؤ دیا جس وجہ سے اس نے خودکشی کرلی۔ یاد رہے کہ، اس واقعے کا اہم پہلو یہ ہے کہ خودکشی کے واقعے سے دو روز قبل متوفی لڑکی کے والد خالد جمیل طُور راجپوت نے سیتا روڈ کے مکین شمن سولنگی و دیگر افراد کے خلاف اپنی بیٹی عصمت کو بلیک میل اور ہراساں کرنے کی درخواست دائر کی تھی جس پر 6 جنوری 2022ء کو لڑکی کے والد کی مدعیت میں سیتا روڈ تھانے میں ایف آئی آر نمبر 2 / 2022 بجرم زیرِ دفعہ 465، 468، 420، 385، 506 / 2، 504 اور PPC34 کے تحت ملزم شمن سولنگی سمیت دیگر تین افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ ایف آئی آر میں مدعی نے ظاہر کیا کہ ملزم شمن سولنگی نے دیگر تین ملزمان کے ساتھ مل کر جھوٹا نکاح نامہ تیار کیا اور جھوٹے نکاح نامے سے میری بیٹی عصمت کو بلیک میل اور کرنے لگا اور اس دوران ملزم شمن نے عصمت سے پیسے بھی بٹورے۔ اس حوالے سے پولیس کی جانب سے باقاعدہ تفتیش شروع کی گئی اور کیس میں نامزد ایک ملزم بنام لکھمیر سولنگی کو بھی گرفتار کر کے شاملِ تفتیش کیا گیا۔ جو کہ تین روزہ پولیس ریمانڈ میں ہے۔ پولیس نے مزید کاروائی کرتے ہوئے مذکورہ کیس میں نامزد ملزمان میں سے مزید ایک ملزم محمد ادریس شر کو بھی گرفتار کرلیا ہے۔ گرفتار ملزم مذکورہ مبینہ جعلی نکاح نامے کا نکاح خواں بتایا گیا ہے۔ تاہم مرکزی ملزم شمن سولنگی تاحال پولیس کی گرفت میں نہیں آسکا جس کی گرفتاری کیلئے پولیس کی کوششیں جاری ہیں اور وقوعے کی تمام پہلوؤں سے مزید تفتیش بھی جاری ہے۔

(آصف البشر)

سکولوں کی عمارتیں خستہ حالت میں ہیں

نوشہروفیروز ضلع نوشہروفیروز کے مختلف سرکاری اسکولوں کی خستہ حال عمارات زبوں حالی کا شکار، کھنڈرات میں تبدیل، جگہ جگہ دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ بوسیدہ کمروں کی چھتوں کا پلستر کرنا معمول بن گیا ہے۔ حالیہ بارشوں میں چھتوں سے پانی ٹپکتا رہا ہے۔ معصوم بچوں کی زندگی کو ہروقت خطرہ لاحق، شدید سردی میں بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حال کرنے پر مجبور ہیں۔ محکمہ تعلیم اور انتظامیہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ والدین اور اساتذہ اس صورت کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

(الطاف حسین قاسمی)

واٹس ایپ پر گستاخانہ مواد بھیجنے کے الزام پر خاتون کو سزائے موت

راولپنڈی بدھ کو راولپنڈی کی ایک عدالت نے ایک مسلمان خاتون کو واٹس ایپ کے ذریعے گستاخانہ مواد بھیجنے کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی۔ سیشن عدالت کی طرف سے جاری کردہ سمری کے مطابق، 26 سالہ خاتون کو مئی 2020 میں گرفتار کیا گیا تھا اور اس پر " گستاخانہ مواد" کو اس کے واٹس ایپ اسٹیٹس کے طور پر پوسٹ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ جب ایک دوست نے اسے تبدیل کرنے کی تاکید کی، تو اس نے اس کے بجائے مواد اسے بھیج دیا۔ عدالت نے حکم دیا کہ عورت کو "مرنے تک اس کی گردن سے لٹکایا جائے" اور اس کے ساتھ ساتھ 20 سال قید اور 200,000 روپے جرمانے کی سزا دی جائے۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے مطابق پاکستان میں توہین مذہب کے الزام میں 80 سے زائد افراد کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔ جن میں سے نصف عمر قید یا سزائے موت کا سامنا کر رہے ہیں۔ جب کہ بہت سے معاملات میں مسلمانوں پر ساتھی مسلمانوں پر الزام لگانا شامل ہے، حقوق کے کارکنوں نے خبردار کیا ہے کہ مذہبی اقلیتیں۔ خاص طور پر مسیحی۔ اکثر کراس فائر میں پھنس جاتے ہیں، ذاتی اسکور کو طے کرنے کے لیے توہین مذہب کے الزامات کے ساتھ۔ دسمبر میں، سیالکوٹ میں کام کرنے والے سری لنکا کے ایک فیکٹری مینیجر کو توہین مذہب کا الزام لگانے کے بعد ایک ہجوم نے مار مار کر جلا دیا تھا۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

عدالت نے توہین مذہب کے ملزم کو دس سال بعد بری کردیا

لاہور سیشن عدالت نے مغلپورہ پولیس کی جانب سے 2011 میں درج مبینہ توہین مذہب کے مقدمے میں ایک شخص کو بری کردیا۔ عاصم اسلم کو پی پی سی کی دفعہ 295-B کے تحت ان کے بھائی فیصل اسلم کی شکایت پر درج ایف آئی آر کے بعد گرفتار کیا گیا۔ شکایت کنندہ نے خود ایف آئی آر میں اعتراف کیا کہ مشتبہ شخص کو ذہنی بیماری لاحق تھی۔ ٹرائل کورٹ نے ملزم کو اس کے اعترافی بیان کی بنیاد پر عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ بعدازاں ملزم نے 2015 میں اپنی سزا کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کیا۔ ہائی کورٹ نے 2021 میں سزا کو معطل کر دیا اور سیشن کورٹ کو ہدایت کی کہ وہ اس کی ذہنی صحت کی روشنی میں اس معاملے میں نئے سرے سے ٹرائل کرے۔ ملزم نے Cr.PC کی دفعہ 265-K کے تحت اپنی بریت کی درخواست بھی دائر کی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج خالد وزیر نے اسلم کی درخواست منظور کرتے ہوئے اسے الزام سے بری کردیا۔ ٹرائل جج کی طرف سے جاری کردہ حکم میں کہا گیا ہے، ''اگر ملزم کسی دوسرے مقدمے میں مطلوب نہیں ہے تو اسے فوری طور پر رہا کیا جائے۔''

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ پاکستان ٹوڈے)

بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ سے شہری پریشان

نوشکی ضلع نوشکی میں بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ اور ٹرپنگ کی وجہ سے نوشکی کے شہری مشکلات اور مصائب سے دوچار ہیں۔ نوشکی میں 1984 میں بجلی کی تاریں بچھائی گئی تھیں۔ اب تاریں کافی بوسیدہ اور ناکارہ ہو چکی ہے جو لوڈ برداشت نہیں کرسکتیں جس کی وجہ سے ٹرپنگ روز کا معمول بن چکا ہے۔ ٹرپنگ کی وجہ سے زمین داروں اور صارفین کی قیمتی اشیاء جل کر ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ نوشکی میں بجلی کی کھپت کا لوڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے شہر اور گردونواح میں اکثر ٹرانسفارمر جل جاتے ہیں اور صارفین خود چندہ کرکے ٹرانسفارمر کی مرمت کراتے ہیں جسکی وجہ سے غریب صارفین کو مالی مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پاک افغان بارڈر پر بجلی کے پول اور تاریں تو نظر آتی ہیں لیکن بجلی نظر نہیں آتی۔ دیہی علاقوں میں 18 سے 20 گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ شہریوں کا مقدر بن چکی ہے۔ ٹیچنگ ہسپتال کے لیے گرڈ اسٹیشن سے لائن بچھائی گئی ہے لیکن ایک سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ٹیچنگ ہسپتال کو بجلی کی فراہمی عمل میں نہیں لائی جارہی۔ اس طرح آپریشن کے دوران بجلی جانے سے ڈاکٹروں اور مریضوں کو مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نوشکی کے شہریوں اور عوامی حلقوں نے کیسکو کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے نوشکی میں بجلی کی بوسیدہ تاروں کی تبدیلی، مزید ٹرانسفارمر کی تنصیب اور ٹیچنگ ہسپتال میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی کے لیے فوری اقدامات کرکے صارفین کی مشکلات اور دشواریوں کا ازالہ کیا جائے۔

(محمد سعید بلوچ)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
  جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پرمبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے

ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

معاشرے میں امن کی ضرورت ہے

چمن شعور فاؤنڈیشن پاکستان اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ چمن کے زیر اہتمام ایک تقریب منعقد ہوئی۔تقریب سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ چمن کے کوآرڈینیٹر محمد صدیق مدنی، شمشاد رائٹرز فورم پاکستان کے جنرل سیکرٹری غلام محمد مخلص، سیف اللہ اور جمال الدین اچکزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کل ہمارے علاقے میں امن وامان کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔اس دنیا میں کون ایسا ہوگا جو امن وآشتی اور سکون وسلامتی نہیں چاہتا؟۔اپنے جسم وجان، خاندان اور عزت وآبرو کی سلامتی سب کو عزیز ہے۔امن کی آرزو انسان کی فطرت میں داخل ہے،اس لئے ہر وجود امن اور سلامتی چاہتا ہے کیونکہ امن وسلامتی معاشرہ،افراد،اقوام اور ملکوں کی ترقی وکمال کیلئے انتہائی ضروری ہے۔اسی طرح اگر تمام اسلامی عبادات اور معاملات سے لے کر آئین اور قوانین سیاست وحکومت تک کا بغور جائزہ لیا جائے تو ان تمام چیزوں سے امن وسلامتی اور صلح وآشتی کا عکس جھلکتا ہے جو اسلام کا مقصود ومدّعا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نہ صرف امن کا حامی اور دعویدار ہے بلکہ قیام امن کو ہر حال یقینی بنانے کی تاکید بھی کرتا ہے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”یعنی مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں“۔انسان اکثر اوقات اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے اس لئے اسے اپنے ہاتھ اور زبان پر قابو رکھنے کی ہدایت ہوئی تاکہ انسان دوسرے لوگوں کو امن وسکون کی نعمت سے محروم نہ کرسکے۔تاریخی اور اصلاحی لحاظ سے اسلام لفظ ”سِلم“ سے نکلا ہے جس کے معنی صلح وامان اور سلامتی ہے۔اسلام کے اسی معنی اور مفہوم کے پیش نظر ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو ”السلام علیکم“ کہتا ہے جس کے معنی ہیں تجھ پر سلامتی ہو۔”سلام“ ایک دعائیہ کلمہ ہے اور اللہ عالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ایک ہے جس میں اپنے اور دوسروں کے لئے امن وسلامتی کی خواہش اور آرزو شامل ہے۔چونکہ اسلام اس نظام حیات کا نام ہے جس میں انسان ہر قسم کی تباہی، آفت اور بربادی سے محفوظ رہے اور دنیا میں بھی امن وسلامتی اور صلح وآشتی قائم کرنے کا موجب ہو۔وہ سفر زندگی میں دوسرے افراد معاشرہ کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ چلے اور کوئی کام ایس نہ کرے جس سے معاشرے کے امن میں کوئی خلل واقع ہو۔اصطلاح دین میں اسلام کے معنی اطاعت وفرمانبرداری اور سر تسلیم خم کرنے کے بھی ہوتے ہیں یعنی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے منشا اور خواہش کے مطابق زندگی گزارے اور اس کی خواہش اور مرضی پر اپنی خواہش کو ترجیح نہ دے تو وہی شخص اسلام اور سلامتی کے محفوظ پناہ گاہ میں ہوگا جہاں ہر قسم کے خطرات سے انسان سلامت رہیگا۔جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اپنے ایک خطبے کے آغاز میں اسلام کو امن وسلامتی کا قلعہ قرار دے کر فرمایا ہے کہ ساری تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اسلام کا قانون معین کیا تو اس کے ہر گھاٹ کو وارد ہونے والے (قبول کرنے والے) کے لئے آسان بنادیا اور اس کے ارکان کو ہر مقابلہ کرنے والے کے مقابلے میں مستحکم بنادیا۔اس نے اس دین کو وابستگی اختیار کرنے والوں کے لئے جائے امن اور اس کے دائرہ میں داخل ہونے والوں کے لئے محل سلامتی بنادیا۔اسلام نے انسان کی ذاتی آزادی کی حد کو بہت وسیع کیا ہے لیکن ساتھ ساتھ اس نے دوسروں کی آزادی کے احترام کا بھی سختی سے حکم دیا ہے۔اسلام زبردستی اپنا عقیدہ کسی دوسرے پر تھوپنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔پھر مسلمان کیسے عدم رواداری ہو رہے ہیں اور دوسرے مذہبی جماعتوں کے ساتھ امن کے ساتھ رہنے سے انکار کر رہے ہیں“۔قرآن پاک کی ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اُس کے بغاوت اور نافرمانی کے باوجود اجازت دی ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کو اللہ کی عبادت سے بھٹکائے“۔جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو برداشت کیا ہے تو مسلمان کچھ ایسے لوگوں یا طاقتوں کو کیسے برداشت نہیں کرتے ہیں جو ان کے نظریے اور طرز زندگی کو قبو ل نہیں کرتے ہیں؟“۔آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کی واضح مثالیں موجود ہیں کہ آپ نے کبھی کسی غیر مسلم کو زبردستی اسلام میں لانے کی حمایت یا حوصلہ افزئی نہیں کی ہے بلکہ اس زمانے میں مسلمان یہودی اور مسیحی مل کر امن سے زندگی گزارتے تھے۔”پیغمبر حضرت ﷺ کے زمانے میں آپ نے یہودیوں، مسیحوں اور پیروکاروں کی جماعت (مسلمانوں) کے ساتھ کئی معاہدے کئے جن کے تحت یہودی، مسیحی اور مسلمان امن سے رہتے تھے تاوقتیکہ معاہدے میں شریک گروہ معاہدے کی شرائط کی پابندی کرتے جو کہ دیگر جماعتوں کے امن سے رہنے کی اسلام صلاحیت اور اس کی برداشت کی روّیئے کی عکاسی کرتی ہے“۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے معاملات میں دخل دیا جائے۔اسلام دوسروں کے مذہبی عقائد اور رسومات کے احترام کا اعلان کرتا ہے۔آج اگر معاشرہ عدم توازن اور بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کہیں نہ کہیں اخوت، بھائی چارہ، احترام رواداری اور برداشت جیسی اسلامی اقدار اور تعلیمات پر عمل نہیں ہو رہا ہے جو مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دور لے جانے کا سبب بن رہا ہے۔ان حالات میں ہم مسلمانوں کو آپس کے فروعی اختلافات کو مٹا کر درختِ دین یعنی دین اسلام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے جو دینی عقائد کے مجموعے کا نام ہے کیونکہ فروع یعنی شاخوں کی بقا اور مضبوطی کا دارومدار بھی درخت کی جڑوں پر ہے۔اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہم برداشت، رواداری، صبر اور معافی جیسی اسلامی اقدار اور تکثیریت کے عالمی اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور فرقہ واریت سے اپنے آپ کو بچائیں۔جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”یعنی اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو“۔اس لئے بحیثیت مسلمان ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قائم کردہ مواخات کے عمل سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو کہ اخوت یعنی بھائی چارے کا بے مثال سبق ہے۔اگر مسلمان بھائیوں کے درمیان کوئی ناچاقی ہو جائے تو دوسروں کو چاہیئے کہ آگے بڑھ کر دونوں میں صلح کرادے۔ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جتنا ہم سے ہوسکے امن کی باتیں کریں امن کی ان باتوں پر عمل کریں اور اپنے اس خطے کو پُر امن بنا کر انسانوں کے لئے ایک پرسکون جگہ بنادیں۔امن کا شعور دینے کیلئے ضروری ہے کہ ہم مدرسوں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دیگر مذہبی وسماجی اداروں میں اپنی نئی نسل کو انسانیت دوست اقدار کی تعلیم دیں۔آج کے تکثیری معاشرے کے بارے میں اپنے بچوں کو سمجھائیں۔اپنی اولاد کو یہ پیغام دیں کہ جس طرح ہمارا ایک مذہب ہے، ہماری رسومات ہیں، عبادات ہیں، عادات ہیں اس طرح دنیا میں دوسرے لوگ بھی رہتے ہیں ان کے بھی عقائد ورسومات ہیں۔جس طرح ہماری رسومات وعبادات ہمیں عزیز ہیں اس طرح اُن کو بھی اُن کی رسومات وعبادات عزیز ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں ہمارے مالک نے ہمیں بتایا ہے کہ ”اور تمہارا دین تمہارے لئے بہتر ہے ہمارا دین ہمارے لئے“۔اس طرح سب ادیان کے عبادت خانے مقدس ہیں۔ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے۔جب ہم کسی اور کا احترام کرینگے تو ضروری بات ہے وہ بھی ہمارا احترام کرینگے۔جب اللہ نے ہمیں مختلف شکلوں اور مختلف ماحول میں پیدا کی ہے تو ہمیں اس فرق (تنوع) کو تسلیم کرنا چاہئے۔

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن

ہے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

امن سے ہی سماج میں ترقی ممکن ہے اس لئے ہر ایک کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ صحت مند معاشرے کی تشکیل ہوسکے۔آج کل کے حالات میں ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ امن کا داعی بنے اور امن ہی کی باتیں کریں۔یہ اس صورت میں ہوگا جب ہم ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ رکھیں گے۔معافی اور صبر کے اسلامی تعلیمات ہی امن کا قیام ممکن ہوسکتا ہے۔

(محمد صدیق)

بلوچستان کی محرومیوں کا ازالہ کیا جائے

بلوچستان بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کے 45 فیصد رقبے پر محیط ہے اور آبادی کے لحاظ سے ملک کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال 750 کلومیٹر طویل ساحلی پٹی رکھنے اور جغرافیائی اعتبار سے انتہائی اہمیت کے حامل بلوچستان کے مغرب میں برادر اسلامی ملک ایران اور جنوب میں برادر اسلامی ملک افغانستان واقع ہیں۔ بلوچستان کے خطہ میں واقع چاغی کے راسکوہ پہاڑی سلسلہ نے پاکستان کو پہلے مسلمان ملک کی ایٹمی قوت سے نوازا لیکن راسکوہ کے دامن میں بسنے والے 24 سال گزرنے کے باوجود بھی تعلیم، صحت، آبنوشی اور دیگر بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ 74 سال گزرنے کے باوجود بھی قدرتی وسائل سے مالا مال صوبے کے عوام کے ترقی اور خوشحالی کے لیے کسی حکومت نے عملی اقدامات نہیں کیے۔ عملی اقدامات کے بجائے ہمشہ لفاظی سے کام لیا گیا۔ 74 سالوں میں جو پارٹی بھی برسر اقتدار آئی اس نے سابقہ حکومت کو بلوچستان کی پسماندگی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے بلوچستان میں ناانصافیوں کے ازالے ترقی اور خوشحالی کے بلند بانگ دعووں اور صوبے کو دوسرے صوبوں کے برابر لانے کے دعوے ضرور کیے جو اخبارات کی شہ سرخیوں کی زینت بنتے رہے لیکن حقیقت اس کے برعکس رہی۔ جس کی وجہ سے بلوچستان کے عوام 21 ویں صدی میں بھی زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ وفاقی اداروں میں بھی بلوچستان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حق تلفی کی گئی ہے۔ سی پیک پروجیکٹ ملک کی ترقی میں ریڑھ کی حیثیت رکھتا ہے۔ گوادر پورٹ کی وجہ سے سی پیک منصوبہ معرض وجود میں آیا اور کثیر لاگت سے بڑے صوبوں میں میگا پراجیکٹس کے ذریعے ترقیاتی منصوبوں سے دیگر علاقوں کے عوام کو ریلیف دیا گیا لیکن گوادر کے شہری آج بھی پانی، بجلی اور صحت کی سہولیات سے محروم ہیں۔ گوادر کے عوام پانی، بجلی، روزگار اور صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے احتجاج کر رہے ہیں۔ گوادر کے عوام کا روزگار کا صدیوں سے ماہی گیری سے وابستہ ہے۔ لیکن ٹرالروں کے ذریعے ماہی گیری کی صنعت کو تباہی سے دوچار کرکے ہزاروں خاندانوں کو معاشی طور پر مشکلات سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ تین صوبوں کو موٹروے کے ذریعے آپس میں جوڑ دیا گیا ہے لیکن بلوچستان میں کوئی بڑی شاہراہِ بھی تعمیر نہیں کی گئی نہ کسی صنعتی زون کا قیام عمل میں لایا گیا۔ خستہ حال کھنڈرات نما سڑکوں پر روزانہ موت کا رقص جاری ہے۔ رقبے کے لحاظ سے نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر کو کوئٹہ میں ہونا چاہیے تھا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ بلوچستان کے عوام صحت کی سہولیات سے بھی محروم ہیں۔ صوبائی دارالحکومت کوئٹہ سمیت بلوچستان میں کوئی معیاری مرکز صحت نہیں ہے۔ ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ باقی تینوں صوبوں میں بلوچستان کے مقابلے میں بہتر سہولیات اور ڈاکٹرز موجود ہیں۔ بلوچستان کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات بھی ناپید ہو رہی ہیں جس کی واضح مثال ینگ ڈاکٹرز کوئٹہ کے ہسپتالوں میں جدید آلات اور ایمرجنسی سہولیات کی عدمِ فراہمی ہے۔ کاش اگر وفاقی حکومت ہیلتھ کارڈ کا اجراء بلوچستان کے پسماندہ صوبے سے کرتی تو بلوچستان کے عوام کو صحت کے حوالے سے سہولیات میسر ہو سکتی تھیں۔ وفاقی حکومتیں موٹروے، میٹرو بس سروس، میٹرو ٹرین سروس، گرین بس سروس اور دیگر فلاحی منصوبوں کی ابتدا بڑے صوبوں سے کرتی چلی آ رہی ہیں جسکی وجہ سے چھوٹے صوبوں کے عوام احساس محرومی کا شکار ہو رہے ہیں۔ بلوچستان کے قدرتی وسائل سے دیگر صوبوں میں ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر عوام کو بہتر ریلیف دیا گیا۔ سوئی گیس بلوچستان سے نکلتا ہے لیکن 66 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی علاقے کے باشندے گیس کی سہولت سے محروم ہیں۔ بلوچستان کی 90 فیصد آبادی گیس کی سہولت سے محروم ہے۔ اسی طرح سینڈک پروجیکٹ کی آمدنی سے بلوچستان کو صرف دو فیصد رائلٹی دینا ظلم اور زیادتی کے مترادف ہے۔ اور ان منصوبوں میں شامل سیاسی جماعتیں اور عوامی نمائندے بھی بلوچستان کے عوام کے ساتھ ناانصافیوں کے جرم میں شامل ہیں۔ اب ستم ظریفی کی نئی تاریخ رقم کی جا رہی ہے۔ چاغی میں واقع دنیا میں دوسرے بڑے سونے اور کاپر کے ذخائر کو ریکوڈک منصوبے کے نام پر غیر ملکی کمپنیوں کو پاکستان کے قرضے ادا کرنے کی باز گشت سنائی دی جا رہی ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ اجلاسوں میں ان کیمرے اجلاس کے سلسلے شروع ہو گئے ہیں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے بلوچستان کے عوام کے وسیع تر مفاد میں اپنے سیاسی گروہی اختلاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے 74 سالوں کی ناانصافیوں کے ازالے اور اپنے عوام کے حقوق کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ریکوڈک منصوبے میں بلوچستان کے لیے 60 فیصد گرانٹ کے حصول کو یقینی بنا کر تمام کوتاہیوں کا کفارہ ادا کر کے بلوچستان کے عوام کو خوشحال اور روشن مستقبل دینے کے لیے موثر کردار ادا کریں۔

(محمد سعید بلوچ)

1947 سے اب تک مذہب کی بے حرمتی کے الزام میں 89 شہریوں کو قتل کیا گیا

اسلام آباد ایک تھنک ٹینک نے منگل کو کہا کہ آزادی کے بعد سے ملک میں مذہب کی بے حرمتی کے 1,415 الزامات اور مقدمات میں 89 شہری مارے گئے۔ سینٹر فار ریسرچ اینڈ سیکیورٹی اسٹڈیز (سی آر ایس ایس) نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ 1947 سے 2021 تک مذہب کی بے حرمتی کے الزام میں 18 خواتین اور 71 مردوں کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا۔ یہ الزامات 107 خواتین اور 1308 مردوں پر عائد کیے گئے۔ مجموعی طور پر 1,287 شہریوں پر 2011-21 کے دوران توہین رسالت کا الزام لگایا گیا تھا۔ "حقیقی تعداد زیادہ بتائی جاتی ہے کیونکہ مذہب کی بے حرمتی کے تمام کیسز پریس میں رپورٹ نہیں ہوتے،" رپورٹ میں کہا گیا کہ 70 فیصد سے زیادہ ملزمان کا تعلق پنجاب سے تھا۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری میں 55 مقدمات درج کیے گئے جو کہ خیبر پختونخوا اور آزاد کشمیر میں مذہب کی بے حرمتی کے مقدمات سے زیادہ تھے۔ مزید یہ کہ پنجاب سے 1,098، سندھ سے 177، خیبر پختونخوا سے 33، بلوچستان سے 12 اور آزاد جموں و کشمیر سے 11 کیسز رپورٹ ہوئے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ مذہب کی بے حرمتی کے قوانین کے غلط استعمال کو اکثر عدالتیں ایک غیر قانونی فعل قرار دیتی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے پہلے مقنّنہ کو تجویز دی تھی کہ مذہب کی بے حرمتی کے جھوٹے الزامات لگانے والوں کو مساوی سزا دینے کے لیے موجودہ قوانین میں ترمیم کی جائے۔ پاکستان کے مذہب کی بے حرمتی کے قوانین اور ان کے سماجی و سیاسی نتائج پر بحث "اسلام کی توہین کرنے والے لوگوں کو سزا دی جانی چاہیے" سے لے کر "ذاتی نقصانات طے کرنے کے لیے لوگوں پر جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے" تک ہے۔ معاشرے کا ایک طبقہ مذہب کی بے حرمتی کے قوانین پر نظر ثانی کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ اس کے غلط استعمال کو روکا جا سکے اور اس کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔ ایک ہی وقت میں، تقریباً ہمیشہ، قاتل یہ دلیل دیتے ہیں کہ متاثرین نے ناقابل معافی مذہبی جرم کا ارتکاب کیا ہے، 'واجب القتال'، ایک انتہائی متنازعہ اصطلاح ہے جس کا ڈھیلا ترجمہ "قتل کیے جانے کے لائق" ہے۔ اس رپورٹ میں توہین مذہب سے متعلق تشدد پر ایک نظر ڈالی گئی ہے جیسا کہ ثانوی ذرائع جیسے کہ اخبارات میں رپورٹ کیا گیا ہے اور متاثرین، مرتکب افراد، قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار اور الزامات کی تعداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ توہین رسالت کے قوانین کی ابتدا برطانوی دور سے ہوئی جب یہ 1860 میں نافذ کیے گئے تھے۔ ابتدائی طور پر توہین مذہب کے چار قوانین – تعزیرات ہند (آئی پی سی) کی دفعہ 295، 296، 297 اور 298 – متعارف کرائے گئے اور 1927 میں ایک مسلمان بڑھئی علم الدین کے کیس کے بعد سیکشن 295 کو 295A کے ساتھ ضمیمہ کیا گیا، جس نے مہاشے راجپال کو ایک خبر شائع کرنے پر قتل کیا تھا۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ)

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1- وقوعہ کیا تھا:			
2- وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3- وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع	
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5- وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			
6- وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل			
7- وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8- وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کارکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9- وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	-1			
	-2			
	-3			

10- وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11- وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	-1			
	-2			
	-3			

12- وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13- اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14- اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15- وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کر کے بھیجیں

Human Rights Commission of Pakistan

جہدِ حق

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازدواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور تقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہوسکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

اظہارِ لاتعلقی: براہِ مہربانی نوٹ کرلیں کہ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) کا جہدِ حق کے متن سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا، جہدِ حق میں شامل مواد و خیالات کی ذمہ داری کسی طور پر بھی ایف این ایف پر عائد نہیں کی جاسکتی۔

اظہارِ تشکر: جہدِ حق کی اشاعت کے لیے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) نے مالی معاونت کی ہے جس کے لیے ایچ آر سی پی، ایف این ایف کا انتہائی مشکور ہے۔